بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۱۰	رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ / اکتوبر ۲۰۰۷ء	جلد : ۱۵

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مدیر اعلیٰ	نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال
بھارت، بنگلہ دیش............. سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر
برطانیہ، افریقہ.......................... سالانہ ۲۰ ڈالر
امریکہ.........................سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com
fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
اکاؤنٹ نمبر انوار مدینہ 7914-2 مسلم کمرشل بنک

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 092 - 42 - 5330311
خانقاہ حامدیہ : 092 - 42 - 5330310
فون/فیکس : 092 - 42 - 7703662
رہائش ''بیت الحمد'' : 092 - 42 - 7726702
موبائل : 092 - 333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۸
حکیم فیض عالم کی بے راہ رَوی	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۳
عورتوں کے رُوحانی امراض	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۲۷
سالانہ اِمتحانی نتائج		۳۰
صدقہ فطر کے احکام	حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ	۳۵
حضرت فاطمہؓ کے مناقب	حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتیؒ	۴۰
حسرت	حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب	۴۴
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۵
وفیات		۴۸
یہودی خباثتیں	جناب عبداللہ التل صاحب	۵۰
دینی مسائل		۵۸
اخبار الجامعہ	محمد انعام اللہ، متعلم جامعہ	۶۱

آپ کی مدتِ خریداری ماہ ....ختم ہوگئی ہے

آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ.......................روپے جلد اِرسال فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد !

حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے (لوگوں کی شکل میں) ایسی مخلوق پیدا کررکھی ہے کہ اُن کی زبانیں شکر سے بھی زیادہ میٹھی ہیں اور اُن کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں پس مجھے اپنی ذات کی قسم ہے اُن پر ایسے فتنے نازل کروں گا کہ بڑے بُردبار بھی حیران و پریشان رہ جائیں گے پس یہ لوگ میرے بارے میں غلط فہمی میں مبتلاء ہو کر میری ڈھیل سے ناجائز فائدہ اُٹھارہے ہیں یا جانتے بوجھتے میرے سامنے ڈھٹائی اختیار کیے ہوئے ہیں۔(مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۵)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اِرشاد فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے کہ اُوپر سے وہ بھائی بھائی ہوں گے اَندر سے ایک دُوسرے کے دُشمن ہوں گے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ایسا کیوں ہوگا فرمایا اِس لیے کہ (خودغرضی کی بنیاد پر) کسی سے طمع (لالچ و دوستی) رکھیں گے اور (اِسی بنیاد پر) کسی سے نفرت (وعداوت) رکھیں گے۔(مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۵)

مطلب یہ ہوا کہ یہ دوستی اور دُشمنی اللہ کے لیے نہ ہوگی بلکہ اپنے ذاتی مفادات اور اَغراضِ فاسدہ کے لیے ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے جب تم میں سے اچھے لوگ تمہارے امیر ہوں گے اور تمہارے معاشرہ کے مالدار سخی ہوں گے اور تمہارے معاملات باہمی مشورہ سے طے پائیں گے تو زمین پر (زندہ) رہنا زمین کے اندر جانے سے بہتر ہوگا (یعنی موت سے، اِس لیے کہ اچھے کام کرنے کے مواقع زیادہ ہوں گے جس کی وجہ سے آخرت اچھی ہوجائے گی) اور جب معاشرہ کے بدترین لوگ تمہارے امیر ہوں گے اور تمہارے معاشرہ کے مالدار بخیل ہوجائیں گے اور تمہارے (خاندانی اور ملکی) معاملات عورتوں کے سپرد ہوجائیں گے تو زمین کا اندر زمین کے باہر سے بہتر ہوگا یعنی مرجانا زِندہ رہنے سے بہتر ہوگا (کیونکہ بُرائیوں کے مواقع زیادہ ہوجانے کی وجہ سے آخرت برباد ہوجائے گی)۔ (مشکٰوۃ شریف ص ۴۵۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس قوم میں خیانت پائی جائے گی اللہ تعالیٰ اُس قوم کے دِلوں میں (دُشمن کا) رُعب ڈال دیں گے اور جس قوم میں زنا عام ہوجائے گا اُس میں اموات بکثرت ہوجائیں گی اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی اُن کے رزق (حلال) میں اِنقطاع آجائے گا (خیر و برکت چلی جائے گی) اور جو قوم غلط فیصلے کرے گی تو اُس قوم میں قتل و غارتگری عام ہوجائے گی اور جو قوم بدعہدی کرے گی اُس پر دُشمن کا رُعب مسلط کردیا جائے گا۔ (مشکٰوۃ شریف ص ۴۵۹)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ عنقریب (کفار اور باطل) قومیں تمہارے خلاف ایک دُوسرے کو ایسے دعوت دیں گے جیسے کھانا کھانے والے دسترخوان پر ایک دُوسرے کو دعوت دیتے ہیں۔ کسی نے کہا کیا اُس دن ہماری (عددی) قلت کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ فرمایا (نہیں) بلکہ تم اُن دنوں بہت بڑی تعداد میں ہوگے لیکن تم سیلاب میں خس و خاشاک کی مانند (کثرت کے باوجود بے وزن) ہوگے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دُشمنوں کے دلوں سے تمہارا رُعب نکال دیں گے اور تمہارے دِلوں میں ''وَھَنْ'' ڈال دیں گے۔ کسی صاحب نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ''وَھَنْ'' کیا ہے؟ فرمایا دُنیا کی محبت اور موت سے کراہیت۔ (مشکٰوۃ شریف ص ۴۵۹)

اِن اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اِس وقت ہمارے معاشرہ میں مذکورہ بُرائیاں پوری طرح رَچی ہوئی ہیں اِس کے باوجود ہم اللہ سے اچھی اُمیدیں وابستہ کیے ہوئے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہم اپنے کو اور اپنے معاشرہ کو اِن بُرائیوں سے پاک نہیں کریں گے اُس وقت تک اللہ کی نصرت سے محروم ہی رہیں گے۔

فوز و فلاح سے ہمکنار ہونے کے لیے حکمرانوں اور رعیت سب کے لیے سچے دل سے عملی توبہ ناگزیر ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (اِدارہ)

مولای صل وسلم دائما ابدا درس حدیث علی حبیبک خیر الخلق کلهم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

اچھے بُرے اِنسان کی نشانی

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 54 سائیڈ A 29-11-1985)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد !

اچھا اِنسان :

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہ جناب ِرسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن کے پاس آکر آپ کھڑے ہوگئے وَقَفَ عَلٰی نَاسٍ جُلُوْسٍ اور یہ فرمایا اَلااُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِکُمْ مِنْ شَرِّکُمْ میں تمہیں یہ بتاؤں کہ تم میں کون اچھا کون بُرا ہے؟ فَسَکَتُوْا تو لوگ خاموش ہوگئے کیونکہ ہر آدمی ڈرے گا کہ میری بُرائی ظاہر ہو اور میں سب کے مجمع میں بُرا بنوں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ جملہ پھر دُہرایا لوگ پھر خاموش رہے پھر آپ نے تیسری بار فرمایا تو ایک شخص نے جواب میں عرض کیا کہ بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنَا مِنْ خَیْرِنَا مِنْ شَرِّنَا جی ہاں! اے اللہ کے رسول ہمیں بتلایئے کہ کون بہتر ہے ہم میں اور کون بُرا ہے؟ اِرشاد فرمایا خَیْرُکُمْ مَّنْ یُّرْجٰی خَیْرُہٗ وَیُؤْمَنُ شَرُّہٗ تم میں بہترین آدمی وہ ہے کہ جس سے خیر کی اُمید کی جائے اور اُس کے شر سے مطمئن رہا جائے کہ اُس کا شر ہمیں نقصان دہ نہیں ہے اور وہ آدمی ایسا ہو کہ اُس سے دُوسروں کو نفع پہنچتا ہو نقصان نہ پہنچتا ہو وہ آدمی بہت اچھا ہے۔

بُرا اِنسان :

بدترین کون سا آدمی ہے؟ اِرشاد فرمایا وَشَرُّکُمْ مَنْ لَّایُرْجٰی خَیْرُہٗ وَلَایُؤْمَنُ شَرُّہٗ ۱ تم میں بدترین آدمی وہ ہے کہ جس سے توقع بھلائی کی نہ ہو اور شر کے بارے میں کبھی مطمئن نہ ہو کہ پتا نہیں کس وقت کیا خرابی کرے گا۔ اُمیدِ خیر کی اُس سے ہے نہیں اور شر کا اَندیشہ ہے اور اِس طرح کی تمام روایات میں اچھے اَخلاق اور تمام اچھی عادات کی تعلیم دی گئی ہے۔

اِنسانوں میں اَخلاق کی تقسیم :

حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں اَخلاق بھی تقسیم کیے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے رزق تقسیم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ دُنیا میں ہر ایک کو دیتا ہے چاہے وہ پسند ہو چاہے ناپسند ہو مَنْ یُّحِبُّ وَمَنْ لَّایُحِبُّ وَلَا یُعْطِی الدِّیْنَ اِلَّا مَنْ اَحَبَّ اور دین اُسے ہی دیتے ہیں کہ جو خدا کو محبوب ہو تو اللہ تعالیٰ نے جس کو دین دے دیا تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو محبوب بنالیا فَقَدْ اَحَبَّہٗ.

کامل مسلمان :

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَایُسْلِمُ عَبْدٌ حَتّٰی یُسْلِمَ قَلْبُہٗ وَلِسَانُہٗ اُس وقت تک اِسلام نہیں ہوگا مکمل اُس آدمی کا کسی بندے کا جب تک کہ اُس کا دِل اور اُس کی زبان اِسلام نافذ نہ کردے یا یَسْلَمُ قَلْبُہٗ وَلِسَانُہٗ اُس کی زبان اور دِل سلامت جب تک نہ ہوں اُس وقت تک اِسلام نہیں ہوا مکمل اُس کا۔ وَلَایُؤْمِنُ حَتّٰی یَأْمَنَ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ ۲ اور اُس کا ایمان اُس وقت تک کامل نہیں ہوگا جب تک اُس کے پڑوسی اُس کی ہلاکت خیزیوں سے مطمئن نہ ہوں، پڑوسیوں کو یہ اَندیشہ ہے کہ پتا نہیں کس وقت ہمیں اِس سے نقصان پہنچ جائے تو اُسے سمجھنا چاہیے کہ وہ کامل ایمان والا نہیں ہے۔ اِسی طرح جنابِ رسول اللہ ﷺ نے پہلی حدیث میں بھی قاعدہ بتلایا یہ مقصد نہیں تھا آپ کا کہ لوگوں کے بارے میں بتائیں کہ فلاں آدمی اچھا اور فلاں آدمی بُرا ہے نام لے لے کر، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ صفات بتلائیں کہ جس آدمی کی یہ صفت ہو کہ اُس سے لوگوں کو اُمید ہو بھلائی کی اور مطمئن ہوں کہ اُس سے ہمیں نقصان کوئی نہیں پہنچے گا تو وہ بہترین آدمی ہے اور جس آدمی کے بارے میں یہ ہو کہ اُس سے نفع کی اُمید تو کوئی خاص ہے نہیں اور نقصان کا ہر وقت اندیشہ ہو تو وہ آدمی بدترین آدمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلائے، آمین۔ اختتامی دُعاء............

---

۱ مشکوۃ شریف ص ۴۲۵ ۲ مشکوۃ شریف ص ۴۲۵

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمہ اللہ ﴾

معارف وحقائق :

☆ ہرایک کا معاملہ عالم القلوب والنیات کے یہاں حسبِ نیت ہوگا۔

☆ ایامِ بلوغ کے بعد سے جو نمازیں قضا ہوئی ہیں اور جو نمازیں فاسد پڑھی گئی ہیں اُن کا اَندازہ کیجئے اور زائد سے زائد مقدار اِعتبار کر کے پڑھیے۔

نیت کی صورت یہ ہے کہ کہا جائے کہ قضا واجب ہونے والی ظہروں میں کی آخری ظہر پڑھتا ہوں، اِسی طرح عصر میں کہا جائے کہ جتنی عصر کی نمازیں مجھ پر بطورِ قضا واجب ہیں اُن کی آخری عصر پڑھتا ہوں اور اِسی طرح مغرب عشاء وتر، فجر میں کہا جائے اور دُوسری صورت یہ ہے کہ بجائے آخری کے پہلی کہا جائے۔

☆ عبادات سے مقصود تلذذ نہیں ہے اگر اِن میں لذت ہوتی تو تکلیف ہی اُٹھ جاتی، کیونکہ تکلیف کے معنی ہیں (اَلْزَامُ مَافِیْہِ کُلْفَةٌ) یعنی ایسی چیز لازم کردی جائے جس میں اِنسان کو تکلیف اور مشقت ہو۔

☆ دُعا کی قبولیت کے لیے چند شرائط ہیں : اوّل یہ کہ انسان کا کھانا پینا، پہننا وغیرہ سب حلال سے ہو، دوم یہ کہ خلوصِ دل سے دُعا کی جائے، سوم یہ کہ دُعا کی قبولیت کے بارے میں جلد بازی اور استعجال سے کام نہ لیا جائے، چہارم یہ کہ دُعا میں یقین اور عزم قوی سے کام لیا جائے، پانچویں یہ کہ قبولیتِ اَمکنہ قبولیتِ احوال کا لحاظ کیا جائے، چھٹے یہ کہ دُعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی جائے اور جناب رسول اللہ ﷺ پر دُرود شریف پڑھا جائے اور دُعا بار بار کی جائے، آنحضرت ﷺ کم سے کم تین مرتبہ عموماً دُعا کے الفاظ

استعمال فرماتے تھے۔

☆ کبھی کبھی تمام شروط کی موجودگی میں بھی دُعا مقبول نہیں ہوتی، جناب رسول اللہ ﷺ نے دُعا فرمائی کہ اُمت آپس میں نہ لڑے، مگر یہ دُعا قبول نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مختار ہے لَایُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ (الآیۃ)

☆ حکمت ہائے الٰہیہ اور پرورش ہائے ربانیہ متقاضی ہیں کہ اِنسانوں کی سب دعائیں قبول نہ کی جائیں ورنہ عالم تہہ و بالا ہوجائے گا اور اِنسانی دنیا کو انتہائی مشکلات پیش آجائیں گی۔

☆ تقدیر اور قضاء اُسی علم الٰہی قدیم اور ارادہ وحکمِ الٰہی کا نام ہے جو کہ اَزل سے اِس تمام عالم کے متعلق مکمل ہو چکا ہے، اِس تمام کارخانہ کو عالمِ تکوین وایجاد کہا جاتا ہے۔

☆ اللہ نے اپنی مخلوقاتِ دُنیاویہ میں سے انسان اور جن کو علم و اِرادہ بھی دیا ہے جو کہ دیگر مخلوقات کو نہیں دیا گیا، فرشتوں اور اَرواح کو اگرچہ علم و اِرادہ دیا گیا لیکن اِن کو بالکل تابع اور مقہور اِرادہ الٰہی کے اِس طرح کر دیا گیا ہے جیسا کہ بڑی مشین کے تابع اُس کے پُرزے ہوتے ہیں۔

☆ (انسان) گھر بناتا ہے، کھیتی کرتا ہے، اناج جمع کرتا ہے، آٹا پیتا ہے، روٹی پکاتا ہے، لقمے توڑتا ہے، وغیرہ وغیرہ اور کسی بات میں تقدیر کو پیش نہیں کرتا، پھر اِس کے کیا معنٰی ہیں کہ جب آخرت کا کام یا اور کوئی دُوسرا بڑا کام سامنے آجاتا ہے تو تقدیر پر اِلزام رکھ کر ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہتے ہیں، اِسلام کی یہ تعلیم نہیں، اِسلام جدوجہد کرنا اور اسباب وذرائع کو عمل میں لانا ضروری بتاتا ہے۔

☆ قرآن فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا جو لوگ ہمارے لیے کوشش کریں گے ہم اُن کو اپنی راہیں دِکھلائیں گے اور اُن پر چلائیں گے۔ قرآن ہر ہر جگہ عمل کرنے اور بدعملی سے بچنے کی تاکید کرتا ہے۔

☆ اعرابی پوچھتا ہے کہ اُونٹ کو باندھ کر توکل بر خدا کروں یا اُونٹ کو کھول کر؟ تو آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا اِعْقِلْ وَ تَوَکَّلْ یعنی باندھ اور توکل کر۔

☆ جناب رسول اللہ ﷺ کو مژدہ سنایا گیا اور قوی طریقے پر اِرشار کیا گیا: ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ (الآیہ) اور فرمایا گیا لَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا (الآیہ) ایسی متعدد آیتیں ہیں جن سے جناب رسول اللہ ﷺ کا فتح منداور غالب ہونا اور دُشمنوں کا مقہور ہونا، دین اسلام کا پھیل جانا وغیرہ یقینی طور پر معلوم

ہوتا ہے مگر جناب رسول اللہ ﷺ نے اسباب سے کنارہ کشی فرمائی اور تقدیر اور وعدہ ہائے الٰہیہ پر اعتماد کر کے گوشہ نشینی اور چلہ کشی اختیار کی؟ نہیں! نہیں! آپ ﷺ باوجود بڑھاپے اور سنگلاخ زمین اور پر خار ریگستان اور گرم ملک ہونے کے کبھی بدر کے میدان میں ہیں کبھی اُحد میں کبھی مدینہ کے گرد خندق کھود رہے ہیں تو کبھی مکہ پر چڑھائی کر رہے ہیں، کبھی حنین میں ہیں تو کبھی خیبر میں۔

☆ بیوقوفوں نے مسئلہ تقدیر کو اپنی راحت وآرام کا وسیلہ بنالیا اور مخالفینِ اسلام کو حرف گیری کا موقع دیا۔ قرنِ اوّل کے مسلمانوں کی جدوجہد ہر قسم کے اُمور میں اِس قسم کی غلطیوں کو اُکھاڑ پھینکنے والی ہے۔

☆ عالم اسباب میں اسباب پر مسبّبات متفرع ہوتے ہیں مگر تقدیرِ الٰہی میں یہ سب متعین اور مقرر ہے کہ فلاں سبب سے فلاں چیز واقع ہوگی اور ویسا ہی ہوتا ہے، جو شخص عملی زندگی نہ اختیار کرے گا اُس پر حسبِ شرع مواخذہ ہوگا اور لوگوں میں بھی ملامت کا مستحق ہوگا۔

☆ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِی لَآاِلٰـہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ اِستغفار کے بہت سے صیغے قرآن اور جناب رسول اللہ ﷺ اور سلفِ صالحین سے منقول ہیں، اِس صیغے کو جناب رسول اللہ ﷺ نے سید الاستغفار فرمایا ہے۔

☆ قرآن مجید ایک ایسی عظیم الشان نعمت ہے جس کے برابر کوئی نعمت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت اِس عالمِ ظاہری میں اِس طرح لکھی ہوئی موجود نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کلام قدیم کو ان الفاظ اور عبارات کے لباس میں ظاہر فرمایا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کو دُنیاوی تنگی میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے دل تنگی اور رنج کی بات نہیں، جناب رسول اللہ ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں اَشَدُّ النَّاسِ بَلَآءً اَلْاَنْبِیَآءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں پھر درجہ بدرجہ اُن کے تابعداروں اور ہم مثلوں پر آتی ہیں۔

☆ سب سے بڑا مرتبہ کفر میں " کفرِ جحود " کا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کی صفاتِ کاملہ متواترہ کا اِنکار کرنا، رسالت کا اِنکار کرنا وغیرہ اور دِل وزبان سے اِن کو نہ ماننا، اِسی طرح شرک میں سب سے بڑا درجہ "شرکِ صریح " ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اُس کی ذات، صفات، افعال،

عبادات میں شریک کرنا اور سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہوگا کہ کسی ایسے فعل یا قول کا اِرتکاب کیا جائے جو کہ موہمِ شرک وکفر ہو، مگر دل میں یقینِ کامل اور ایمانِ صریح موجود ہو۔

☆ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن کے درجہ پر کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا، اُن کی شان میں فرمایا جاتا ہے یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا معیت اور دوامِ حضور بڑی چیزیں اور انعام عظیم ہیں مگر مقصود اصلی رضاء خداوندی ہے، اگر شہنشاہ کی دربار داری اور حاضر باشی حاصل ہو جائے اور معاذ اللہ رضائے شاہی نصیب نہ ہو تو خسارہ اَبدی ہے۔

☆ ذاتِ مقدسہ بے مثل ہے اور بے مثال ہے۔ اِسی طرح دھیان متوجہ رہنا چاہیے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ اُس کی شان ہے لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ اُس کی آن ہے، وہی مقصودِ اِنس وجان ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ (دُعا میں) اِرشاد فرماتے ہیں مَاعَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ وَمَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ (او کما قال) غرضیکہ اپنی طرف سے جدو جہد، اعمال کی تتمیم اور اخلاص کی تکمیل ہمیشہ جاری رہنی چاہیے اور بارگاہِ خداوندی میں اِقرار بالتقصیر کے ساتھ جو کہ واقعی ہے معافی کی درخواست ہمیشہ جاری رہنی چاہیے۔

☆ اللہ اپنے فضل وکرم سے اپنے مقرب بندوں کو واسطہ بنا کر فیض پہنچاتا ہے اور اُن کی صورت رُوحانی کو ظاہر کرتا ہے، اشخاص کو خبر بھی نہیں ہوتی ہے یہ قدرت کے کارخانے ہیں، تعجب کی بات نہیں۔

☆ چونکہ دُنیا دارُ الاسباب ہے، اگر معاش کی تنگی سے فکر معاش ہو تو اِس کو دُنیا کی محبت نہیں کہا جاسکتا، دُنیا خدا سے غفلت کا نام ہے۔

☆ دُنیا میں تکالیف خواہ کسی قسم کی ہوں اہلِ ایمان کے لیے نعمتیں ہیں، کفارۂ سیأت ہیں، رفع درجات کے ذرائع ہیں۔

☆ دُنیا میں ہم پاک وصاف ہو جائیں اور آخرت کی تکالیف سے ہماری رُستگاری ہو جائے تو انتہائی کامیابی ہے۔

☆ قرآن شریف کا مشغلہ اور اُس میں دل لگنا اور اُس کے پڑھنے میں کیفیاتِ عجیبہ اور سرور کا پیدا ہونا اور اِس طرح لذت اور لطف کا ظہور کہ چھوڑنے کو جی نہ چاہے، نہایت عظیم الشان نعمت ہے۔

☆ اَوراد و وظائف میں برکت صاحبِ مجاز کی اِجازت سے ہوتی ہے اور بعض موثر وظائف میں تاثیر موقوف ہی اجازت پر ہے کیونکہ صاحبِ مجاز زکوۃ وغیرہ دیے ہوتا ہے۔

☆ جو کام اِصلاح کا ہو اور شیطان کی خواہشات کے خلاف ہو اُس میں طبیعت کا گھبرانا اور نفس پر بوجھ پڑنا ضروری ہے، مگر استقلال اور مداومت سے آہستہ آہستہ اُس میں آسانی ہو جاتی ہے۔

☆ اپنی حقیقت کو پہچاننا اور اِس کی افادیت مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ سے ظاہر ہے لیکن لفظ اَنَا کے مفہوم اور مصداق کا سوال ایک اَجل البدیہیات کا سوال ہے جو کہ لٰکِنْ تَنْقِیْحُ حَقِیْقَةٍ عَسِیْرٌ جِدًّا کے ماتحت آتا ہے۔ چونکہ رُوح ہی انسانِ حقیقی ہے اور جسم بمنزلہ لباس اور آلات ہے جس سے رُوحانی طاقتوں اور کمالاتِ اِستعدادیہ کا مظاہرہ ہوتا ہے اِسی لیے حقیقت شناس حضرات مصدرِ انسانیت رُوح ہی کو قرار دیتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کو جو منظور ہو اُس پر انسان کو خوشی سے راضی رہنا چاہیے، ورنہ بہ مجبوری راضی ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے تو انبیاء علیہم السلام کو سر جھکانا پڑتا ہے اور بغیر ماننے کے چارہ نہیں ہوتا، اولیاء اللہ کو کون پوچھتا ہے۔

☆ لوازمِ عبودیت میں سے ہے کہ بندہ آقا کے حکم اور اُس کی مرضی کا نہ صرف تابع بلکہ اُس پر خوش بھی رہے اور منازلِ عشق میں تو اُس کی رضوان اور خوشنودی نصب العین اور بالذات ہونی چاہیے۔

☆ کوئی عبادت ایسی نہیں ہے جس میں تقیدات نہ ہوں، مگر ذکر کے لیے کوئی قید نہیں ہے اور اَکثر جس قدر بھی ممکن ہو مطلوب ہے۔

سلسلہ نمبر۳۰ قسط : ۳

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حکیم فیض عالم صدیقی کی بے راہ رَوی

حضرتِ اقدسؒ اور حکیم فیض عالم صدیقی ۱؎ کے درمیان خط و کتابت

حضرتِ اقدسؒ کا خط

۷۸۶

محترم ومکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کا مکتوب موصول ہوا۔ آپ نے جس بحث کو ختم کر دیا اُسے میں بھی ختم کرتا ہوں۔

رہ گئی دُوسری بات کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ خلیفہ رابع تھے یا نہیں؟ اِس کے بارے میں آپ نے جو دلیلیں دی ہیں وہ ناکافی ہیں بلکہ اگر آپ خود یہ سوچیں کہ اِن کا جواب کیا ہو سکتا ہے تو خود ہی جواب بھی دے

۱؎ حکیم فیض عالم صاحب صدیقی غیر مقلدین کے بے نظیر و مایۂ ناز محقق ہیں۔ اِس زمانہ کے نواصب (اہلِ بیتؓ کے مخالفین) میں اِن کو خاص مقام حاصل ہے۔ اِنہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور تقریباً ہر کتاب میں اسلاف کو ہدفِ تنقید بنایا ہے حتّٰی کی اِن کی دَست برد سے صحابہ کرامؓ بھی نہیں بچ سکے، اہلِ بیت عظامؓ سے اِن کو خصوصی پرخاش تھی، چنانچہ اِنہوں نے اُن پر جی کھول کر سب وشتم، دشنام دہی اور دریدہ دہنی کی ہے۔ موصوف کو جہلم میں خود اپنی مسجد کے اندر ۱۹۸۳ء میں قتل کر دیا گیا تھا۔ موصوف نے اپنی کتاب ''اختلاف کا اَلمیہ'' حصہ اوّل کی طبع دوم میں حضرتِ اقدس مولانا سیّد حامد میاںؒ کے ساتھ اپنی اِسی زیرِ نظر مکاتبت کا حوالہ دیا ہے۔ (ادارہ)

لیں گے اور یہ دلائل ٹوٹ جائیں گے۔ یہ آپ نے ص ا سے شروع کیے ہیں ص ۲ پر ختم ہوئے ہیں۔ نیز شاید آپ نے کتب عقائد کی طرف توجہ نہیں کی جو ساری اُمت پڑھتی پڑھاتی ہے ورنہ یہ دلیلیں نہ لکھتے وہاں یہ حدیثیں موجود ہیں اور اُن کا جواب بھی اور اتفاقِ صحابہ و اُمت بھی۔

آپ سلفی ہیں تو جو عقیدہ سلف سے متواتر چلا آرہا ہے وہ ہی رکھیے۔ دیکھئے عقائد میں سب سے پہلی کتاب امام طحاویؒ نے لکھی ہے جس کی صحت پر ساری دُنیا کے اہل سنت علماء متفق چلے آرہے ہیں۔ اُس میں تحریر ہے وَنُثْبِتُ الْخِلَافَةَ اَوَّلًا لِاَبِیْ بَکْرٍ (ص ۴۰۰) اِس کے بعد آخر میں آتا ہے ثُمَّ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (ص ۴۱۰). (مطبوعہ مکہ مکرمہ بامر جلالۃ الملک عبدالعزیز آل سعود ۱۳۴۹ء)

(۲) مسامرہ میں ہے :

الف : (ثُمَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ) اَجْمَعِیْنَ وَانْعَقَدَتْ اِمَامَتُہٗ بِمُبَایَعَۃِ اَھْلِ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ . (ص ۳۰۰ مطبوعہ مصر)

ب : اَلْاَصْلُ الثَّامِنُ فَضْلُ الصَّحَابَۃِ (الْاَرْبَعَۃِ) الْخُلَفَاء (عَلٰی حَسْبِ تَرْتِیْبِھِمْ فِی الْخِلَافَۃِ) اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ . (ص ۳۱۲)

ج : (وَلَمَّا اَجْمَعُوْا) یَعْنِی الصَّحَابَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ (عَلٰی تَقْدِیْمِ عَلِیٍّ بَعْدَھُمْ) اَیْ بَعْدَ الثَّلَاثَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ (دَلَّ) اِجْمَاعُھُمْ (عَلٰی اَنَّہٗ کَانَ اَفْضَلَ مَنْ بِحَضْرَتِہٖ) مِنَ الصَّحَابَۃِ الخ . (ص ۳۱۳)

سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا علی بیّض اللہ وجہہٗ ورضی عنہ کے اختلاف کی نوعیت واضح فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

د : وَمَاجَرٰی بَیْنَ مُعَاوِیَۃَ وَعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا کَانَ مَبْنِیًّا عَلَی الْاِجْتِھَادِ لَامُنَازَعَۃَ مِنْ مُّعَاوِیَۃَ فِی الْاِمَامَۃِ الخ. (ص ۳۱۴)

عقائد کی اور کتابوں میں بھی یہی مضمون ہے۔ زیادہ حوالے بارِ خاطر ہوں گے اور سمجھنے کے لیے یہ بھی کافی ہیں۔ باقی حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر وغیرہم نے آخر میں پھر حضرت سیدنا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم) کی طرف رجوع کرلیا تھا۔ ثبوت کے لیے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی کتابیں دیکھیں۔

تواتر کی قوت اَدِلہ مذہب میں سب سے زیادہ ہے۔ اِس کا ایسی اخبار اَحاد سے جو محتمل التاویل ہوں اور جن کا جواب پہلے ہی کتابوں میں لکھا جاچکا ہو تقابل نہایت بڑی غلطی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رابع نہ ماننا صرف آپ کا اجتہاد ہے جو بے حقیقت اور بے اصل دعوی ہے جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو خلفاء ثلاثہ پر مقدم کرنا غلط ہے ویسے ہی اِن کو خلیفۂ رابع نہ ماننا بھی غلط ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ مجھے یہ عرض کرنے میں کوئی باک نہیں کہ کسی صحابی کے متعلق **علیه السلام** یا **کرم اللّٰہ وجھهٗ** رفض کی ابتداء ہی نہیں بلکہ صریحًا رفض ہے۔ مگر یہ آپ کا بے سمجھے بوجھے دعوی ہی دعوی ہے دلیل نہیں اور دعوے سے دلیل کا کام نہیں لیا جاسکتا۔

ابویزید صاحب سے میرا تعارف نہیں اور بحمد اللہ میں نسلی تعصب کا شکار نہیں۔ البتہ بے دلیل بات نہیں مانتا کہ آپ فرمادیں اور میں مان لوں اور جب میں دلیل دُوں تو وہ آپ سُنی اَن سُنی کرکے پھر اپنا دعوی دہرادیں اور دہرا کر اُمید رکھیں کہ اَب کی بار مان لوں گا، یہ نہیں ہوگا۔ دعوے سے آپ دلیل کا کام نہ لیں اور انشاء اللہ دلیل آپ لا ہی نہیں سکتے اِس لیے میرے نزدیک ابویزید صاحب کا جملہ بے معنٰی ہے جیسے آپ کا یہ جملہ بے دلیل بے معنی اور لغو ہے کہ علماء دیوبند کی باتوں میں بقول مؤلف زلزلہ تعارض ہے کیونکہ یہ صرف بات ہے اور دلیل کوئی نہیں نہ علماء دیوبند آپ کی یا مؤلف زلزلہ کی طرح علم سے تہی دامن ہیں نہ سمجھ سے نہ رُوحانیت سے اور نہ وہ تجاوز وتعدی کا شکار اور جذبات سے مغلوب۔ البتہ آپ حضرات کتر بیونت اور تحریف کے عادی ہوتے ہیں کیونکہ اِس کے بغیر اپنا جتھا قائم نہیں رکھ سکتے۔ کتر بیونت کرکے تعارض ثابت کرنا چاہتے ہیں اور سیدھے سادے مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں۔ کبھی حوالہ مکمل نہیں بیان کرتے اور جواب دیا جائے تو وہ حوالہ پورا نہیں پڑھتے اور کلام کے جو معنی ہوں وہ موڑ توڑ کے بیان کرتے ہیں۔

مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کے بارے میں علماء کی رائے بھی نقل کردی اور وہ توجیہہ بھی جو میں آپ کو پہلے لکھ چکا ہوں اُسے آپ ہی دیکھیے مجھے کیا دکھاتے ہیں۔ نیز مجھے آپ کی نقل اور حوالوں پر اعتماد نہیں آپ آدھی بات لکھنے کے عادی ہیں اور یہ کتاب میرے پاس نہیں۔

میرے پاس میثاق کا پرچہ پابندی سے نہیں آتا نہ میں اُس کا خریدار ہوں۔ باقی جن صاحب نے حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ وقدس سرہٗ کے مکتوبات کے حوالہ سے وہ عبارت دی ہے جو آپ نے نقل کی ہے

تو اگر صرف اُتنی ہی عبارت دی ہے تو بڑی کم فہمی کا ثبوت دیا ہے اور اگر آپ نے اُتنی ہی لکھی ہے تو آپ کی عادت تو معلوم ہو ہی گئی ہے کہ کبھی پوری بات نہیں نقل کرتے قطع و برید کر جاتے ہیں اور اصل ماخذ کی طرف تو رجوع جانتے ہی نہیں۔

مکتوبات اُٹھا کر دیکھئے ص ۱۸۱ پر نمبر ۴ میں کیا ہے پھر نمبر ۵ کا بھی مطالعہ کر لیجئے اور چپ ہو کر بیٹھ جایئے کیونکہ اُس میں تو سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کے نقطۂ نظر سے ہٹ کر توجیہہ کی ہے بلکہ نقطۂ نظر سے تو شرکیہ باتیں لکھی دی ہیں اور مولانا اسماعیل شہیدؒ اِس کے ناقل ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو آپ کی پرواز عقل سے بہت آگے بڑھا دیا ہے۔ اگر آپ وہ دیکھ لیں گے تو آپ کو کوئی نیا محاذ اِن بزرگوں کے خلاف بھی کھولنا پڑ جائے گا۔

آپ نے خط میں جو عبارت لکھی ہے اُس میں علامہ عصر کے آگے (انور شاہ) لکھ دیا جس نے بھی یہ تصرف کیا ہے غلط ہے۔ محشی کی مراد علامہ عصر سے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں حضرت مولانا انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نہیں۔

آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ حاشیہ نجم الدین صاحب اصلاحی کا ہے لیکن آپ دھوکہ دے کر حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی تحریر کا سا وزن دینا چاہتے ہیں۔ چونکہ مرتب کی بات آپ کے مطلب کی تھی آپ نے وہی لکھ دی اور مرتب کے شیخ محترم کی بات غائب کر دی۔

میں نے حدیث کو حسن کا درجہ دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ میں اِسے موضوع نہیں مانتا۔ میری اِس بات سے مکتوبات کی تحریر کا کیا تعارض ہے اور جو دلائل اور حوالے آپ کو لکھ چکا ہوں اُن کی روشنی میں اِصلاحی صاحب کی بات بے وزن ہو کر رہ جاتی ہے۔ میں حافظ ابن حجر کی بات نقل کر رہا ہوں اور آپ اِصلاحی صاحب کی۔

آپ لکھتے ہیں '' اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا '' کو صحیح حدیث کہنے پر کیوں تُلے ہوئے ہیں؟ آپ کا یہ جملہ بھی مغالطہ آمیز ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے ہیر پھیر میں آ کر حدیث کو صحیح کہہ دوں اور آپ کی عبارت کے مغالطّوں میں پھنس جاؤں۔ پھر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ : ''یہ حدیث نہ باطل ہے نہ صحت کے درجہ کو پہنچتی ہے گویا آپ کے یہ لفظ بھی ذو معنٰی ہیں کہ جھوٹ بھی نہیں اور سچ بھی نہیں۔''

سبحان اللہ! یہاں آپ حَسَن کے درجہ کو غائب کر کے مذاق میں لگ گئے۔ کیا حدیث باطل اور صحیح نہ

ہو تو حسن نہیں ہو سکتی؟ یہاں آپ نے اپنی بے لگام عادت کے مطابق اُصولِ حدیث کا مذاق اُڑایا ہے اور میرا نہیں بلکہ حافظ ابن حجرؒ کا جن کی ضرورت آپ کو قدم قدم پر پڑتی ہے۔

اچھا اَب آپ ہی بتائیں کہ صحیح حسن ضعیف اور موضوع کی تعریف آپ کے نزدیک کیا ہے؟ مذکورہ عبارت کے تحت تو صحیح اَحادیث کے سواء سب باطل میں داخل ہونی چاہئیں یعنی ''جھوٹ'' میں۔ بَیِّنُوْ تُوْجَرُوْا.

(ب) اور ذرا یہ بھی بتائیے کہ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ صحیح ہے۔ اگر صحیح ہے تو کیونکر؟ ورنہ آپ کے مَن گھڑت قاعدہ کے مطابق ''جھوٹ'' ہوگی۔ اور اگر جھوٹ ہے تو آپ نے اپنی کتاب کے سرورق پر کیوں دی ہے؟ بَیِّنُوْ تُوْجَرُوْا. ہم جیسے تو لکھتے آئے ہیں آپ جیسے علامۂ زمن نے کیوں لکھی، وجہ اِرشاد فرمائیں؟

ابن ابی شیبہ عبد الرزاق حاکم بیہقی وغیرہ سے اگر آپ کی ملاقات ہو جاتی تو شاید آپ اُنہیں فربہ کتابوں کے لکھنے سے روک دیتے کیونکہ بیہقی جیسی کتابوں کا نام آپ نے ''فربہ قسم کی کتابیں'' تجویز کیا ہے۔ اِس سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ میرا خیال دُرست تھا کہ آپ اُردو کے رِسالوں سے ہی کام چلا لیتے ہوں گے، اِن سے سستی شہرت حاصل ہو جاتی ہے۔ اَصل ماخذ دیکھنے میں محنت کرنی پڑتی ہے۔ اِدھر مجتہد حافظ الحدیث محقق مصنف اور مؤلف کہلانے کا شوق زور کرتا ہوگا اِس لیے رِسالہ لکھ مارتے ہیں حالانکہ ایسے آدمی کے لیے ایسے نازک موضوعات پر قلم اُٹھانا نہایت خطرناک ہے۔

آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آج علمِ حدیث کا جو ذخیرہ ہے اُس میں سیدنا علیؓ کا کتنا حصّہ ہے؟

حضور! وہ اِتنا ہے کہ میرے خط یا آپ کے رِسالوں میں نہیں سما سکتا۔ اُس کے اِستخراج کے لیے آپ کو ذرا اِستعداد بنانی ہوگی کیونکہ وہاں حاشیے نہیں ملیں گے، ترجمہ بھی نہیں ملے گا اور ''فربہ قسم کی'' کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑے گا تب پتہ چلے گا اور آپ کا یہ سوال خود علمِ حدیث سے بہت زیادہ ناواقف ہونے کا پتہ دیتا ہے اِسی لیے میں نے آپ سے پہلے پوچھا تھا کہ کہاں پڑھا ہے؟ کتنا پڑھا ہے؟

وَاِذَا لَمْ تَرَ الْھِلَالَ فَسَلِّمْ ۔۔۔ لِاُنَاسٍ رَاَوْہُ بِالْاَبْصَارِ

میں آپ کے سیدھے سادے مسلمان ہونے کا مطلب یہی سمجھا تھا جو آپ کی کتابوں سے معلوم ہوا۔ اِسی لیے میں نے لکھا تھا ''جس طرح آپ مجتہد ہیں میں بھی مجتہد بن کر کیوں نہ لکھوں'' حضرتِ اقدس مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے مکتوب کا حوالہ میرے پاس تھا، میرے علم میں تھا، میں نے اُس وقت نہیں لکھا تھا اَب

آپ کے لکھنے پر لکھا ہے۔

چونکہ آپ لوگ اکثر اُردو کے رسائل اور چند حدیثیں پڑھنے کے بعد اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتے لگتے ہیں اِس لیے میں آپ جیسے حضرات سے فقط حدیث اور اُصولِ حدیث کی زبان میں بات کرنی پسند کرتا ہوں۔

کیونکہ میرے پاس ایسے طلبہ پڑھتے رہے ہیں وہ اِسی طرح سمجھانے سے سمجھتے تھے۔ آپ حضرات کی طبائع سے بھی واقف ہوں اور مَبْلَغِ علم سے بھی کیونکہ وہ طلبہ جب اپنے علماء سے حوالے معلوم کرنے میں ناکام رہتے تھے تو حوالے پوچھتے تھے۔ اِس لیے کہ مجھے ''فربہ قسم'' کی کتابوں کے دیکھنے کی عادت پہلے سے ہے۔

مجھے نہیں معلوم آپ کے کون سے دوست کس شعبان میں میرے پاس رہے ہیں؟ شعبان میں تو بخاری شریف ختم ہو چکی تھی۔ اُنہوں نے کیا سنا جو معترف ہوئے یا مستہزی بنے۔

باقی رہا ۷۸۶ یا ۷۸۷ کے بارے میں تو میں نے بسم اللہ لکھنے کو کب منع کیا ہے۔ ہمارے لیٹر پیڈ پر وہ چھپی ہوئی ہے۔ رہے آپ کے نکات تو وہ پھر دیکھے جائیں گے۔

میں نے جو کچھ لکھا ہے شاید آپ کے نفس پر شاق گزرے لیکن اگر آپ نے غور کیا اور اپنی اِصلاح کی طرف مائل ہوئے تو اُمید ہے کہ آپ ہمیشہ دُعاء دیں گے۔ یہ سب میں نے اِس لیے لکھا ہے کہ اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ صحیح راہ اعتدال ہی کی ہے وہ اختیار کریں غلو سے بچیں۔

آپ نے میرے خط کی طوالت کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ نے بھی تو سوالات جمع کر دیے تھے۔ ایک سوال سے زیادہ ایک خط میں نہ ہونا چاہیے لیکن یہ اُس وقت ہے کہ جب آپ کو میری تحریر سے کوئی فائدہ ہو رہا ہو ورنہ بحث برائے بحث عبث ہے نہ اپنا وقت ضائع کریں نہ میرا۔ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ .

ڈاکٹر اِسرار صاحب اور پروفیسر صاحب سے سلام فرمادیں۔ وہ میرے دوست ہیں اُن سے ملاقات کے لیے مجھے سفر کی ضرورت نہیں۔ آپ جب لاہور آئیں تو ضرور تشریف لائیں۔

والسلام

حامد میاں

۴/اکتوبر ۱۹۷۶ء

حکیم فیض عالم صدیقی کا خط

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

حکیم فیض عالم صدیقی محلّہ مستریاں جہلم 8-10-76

محترمی سید صاحب!

السلام علیکم! میرا خیال تھا کہ اَب کسی موضوع کو مناظرانہ رنگ نہ دیتے ہوئے آئندہ اِفہام و تفہیم تک ہی خط وکتابت کو محدود رکھیں گے بلکہ میرا خیال یہ بھی تھا کہ اِفہام و تفہیم کو بھی اِس حد تک محدود رکھوں گا کہ جس بات میں اِختلاف ہوگا اُس پر خاموش رہوں گا مگر آپ نے حالیہ گرامی نامہ میں جو طرزِ تکلم اِختیار کیا ہے ضرورت سمجھی کہ اُس کے متعلق ضرور کچھ عرض کردُوں۔ آپ کے گرامی نامہ سے جو کچھ معلوم ہوا اُس کے ذیل میں مندرجہ ذیل باتیں سمجھ سکا ہوں۔

۱۔ سیدنا علیؓ خلیفہ رابع تھے۔

۲۔ علماء دیوبند کی باتوں میں بقول مؤلف زلزلہ تعارض ہے کے جواب میں یہ صرف بات ہے اور دلیل کوئی نہیں۔ نہ علمائے دیوبند آپ کی یا مؤلف زلزلہ کی طرح علم سے تہی دامن ہیں۔

۳۔ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ وقدس سرہٗ کے مکتوبات کے حوالہ سے وہ عبارت دی ہے جو آپ نے نقل کی ہے صرف اُتنی ہی عبارت دی ہے تو بڑی کم فہمی کا ثبوت دیا۔

۴۔ علامہ عصر کے سامنے جس نے اَنور شاہ لکھا ہے غلط لکھا ہے محشی کی مراد اُس سے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۵۔ حدیث کو حسن کا درجہ دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ میں اِسے موضوع نہیں مانتا۔ میری اس بات سے مکتوبات کی تحریر کا کیا تعارض؟

۶۔ ''سیدنا علی ؓ کا حدیث میں حصہ'' اِس پر آپ کا اِرشاد علمِ حدیث سے بہت زیادہ ناواقف ہونے کا پتہ دیتا ہے۔

۷۔ مجتہد، حافظ الحدیث، محقق، مصنف، مؤلف کہلانے کا شوق، حالانکہ ایسے آدمی کے لیے ایسے نازک موضوعات پر قلم اُٹھانا نہایت خطرناک ہے۔

۸۔ ۷۸۶ اور ۷۸۷ کا مسئلہ۔

۹۔ آپ کو میری تحریر سے کوئی فائدہ ہو رہا ہو۔

۱۔ سیدنا علیؓ خلیفہ رابع تھے۔ میں نے اِس ضمن میں نبی اکرم ﷺ کے واضح اِرشادات قلم بند کیے تھے اور آخر میں اِس حدیث کی طرف اِشارہ بھی کیا تھا۔

وَعَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ نُّؤَمِّرُ بَعْدَکَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَابَکْرٍ تَجِدُوْہُ اَمِیْنًا زَاھِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْہُ قَوِیًّا اَمِیْنًا لَایَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِیًّا وَلَااَرَاکُمْ فَاعِلِیْنَ تَجِدُوْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا . الخ

کیا وَلَااَرَاکُمْ فَاعِلِیْنَ پر غور فرمایا ہے۔ نبی علیہ السلام نے نورِ نبوت سے ایک رُبع صدی پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ علیؓ کو خلیفہ نہیں بنایا جائے گا اور آخر میں ایسا ہو کر رہا کہ صحابۂ کرامؓ میں سے سوائے سیدنا طلحہؓ اور سیدنا زبیرؓ کے کسی ایک صحابی نے بھی آپ کی بیعت نہ کی اور اُنہوں نے بھی مالک اَشتر مجوسی کی تلوار کے سایہ میں اور پھر رات کو ہی مدینہ سے مکہ روانہ ہو گئے۔ آپ ہر بات میں اپنی علمیت کا رُعب ڈالتے ہیں اور شاید ہر مخاطب کو آپ جاہل ہی سمجھنے پر تلے ہوئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمودات کی موجودگی میں اور پھر عملاً جیسا ہوا یعنی کسی ایک صحابی نے بھی سیدنا علیؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور آپ نے مدینہ کی فضا اپنے آپ پر تنگ پا کر کوفہ کو مستقر بنایا۔ ان حقائق کی موجودگی میں طحاوی اور مسامرہ کے اَقوال ویسے ہی ہیں جیسے آج شیعہ ہرا ذان میں خَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ کہے جارہے ہیں۔ غالبًا اَلْخِلَافَۃُ بِالْمَدِیْنَۃِ وَالْمُلْکُ بِالشَّامِ بھی آپ کی نظر سے گزری ہو۔ اَب پکاریئے اُن کو جن کے بل پر آپ ہر آدمی کو جاہل سمجھ رہے ہیں کہ حضرت نکالیے کوفہ کہیں سے؟

آپ کو اپنی علمیت کا زعم دائیں بائیں نہیں دیکھنے دیتا۔ نبی علیہ السلام کے اِس اِرشاد پر غور کیجیے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَدُوْرُ رُحَی الْاِسْلَامِ لِخَمْسٍ وَّثَلَاثِیْنَ اَوْ سِتٍّ وَّثَلَاثِیْنَ اَوْ سَبْعٍ وَ ثَلَاثِیْنَ فَاِنْ یَّھْلِکُوْا فَسَبِیْلُ مَنْ ھَلَکَ وَاِنْ یَّقُمْ لَھُمْ دِیْنُھُمْ یَقُمْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ عَامًا قُلْتُ اَمِمَّا بَقِیَ اَوْ مِمَّا مَضٰی قَالَ مِمَّا مَضٰی .

اِسلامی ریاست کی بنیاد معاہدہ یہود کے وقت رکھی گئی۔ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے وقت ۳۵۔۳۶ سال ہوگئے۔ پھر فَاِنْ یَّهْلِكُوْا فَسَبِیْلُ مَنْ هَلَكَ کا دَور شروع ہوا۔ پھر سیدنا معاویہؓ سے یَقُمْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ عَامًا کا دَور شروع ہوا۔ یہ تشریح ہے اَلْخِلَافَةُ بِالْمَدِیْنَةِ وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ کی۔

جنابِ محترم! کتابیں چاٹنے کا نام علم نہیں۔ علم نام ہے سمجھنے کا اور یہ سمجھ ؟

باقی نہ رہی تیری وہ آئنہ ضمیری اے کشتۂ سلطانی و ملائی و پیری

میں بانگ دہل یہ کہنے کے لیے تیار ہوں کہ علمائے دیوبند کی باتوں میں تعارض ہی تعارض ہے۔ آپ اپنی فضیلت کے اَنبار سے نکلیے اور خون کے آنسو اور زلزلہ کا مطالعہ کیجیے۔

حضرت جی! گو اِن کتب کے دیکھنے سے مجھے خود گو قلبی طور پر رَنج پہنچا ہے مگر میری طرف سے یہ قبول فرمایئے کہ ہر دو کتب کا ایک حوالہ بھی آپ غلط ثابت نہیں کر سکتے۔ میرا مقصد یہاں اِن کتب کے نفس مضمون کی صحت وصداقت یا کذب و بہتان سے نہیں۔ مقصد صرف یہ ہے کہ علمائے دیوبند کے کلام میں تضاد ہی تضاد ہے۔

آپ مجھے علم سے تہی دامن یا جاہل جو چاہیں کہیں مگر زلزلہ اور خون کے آنسو کا جواب علماء دیوبند سے ناممکن ہے وَلَوْ کَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا.

میں یہاں آپ کے کلام سے ہی آپ کا تضاد پیش کرتا ہوں۔ آپ نے اپنے دُوسرے مکتوب میں خود فرمایا تھا :

یہ حدیث نہ باطل ہے نہ صحت کے درجہ کو پہنچتی ہے۔

اوّل تو یہ فقرہ ہی اَدبی لحاظ سے غلط ہے اور پھر اِسی آپ کے فقرہ کو جب میں نے نقل کیا تو آپ مجھ پر برس پڑے اور میری طرف منسوب کر کے لکھ دیا کہ آپ کے یہ لفظ بھی ذو معنٰی ہیں۔

میں آپ کے اَلفاظ بھی نقل کروں تو آپ کل کی بات بھول جائیں اور مجھے لکھیں کہ آپ کے یہ لفظ بھی ذو معنٰی ہیں۔

میں نے مولانا حسین احمد صاحب کے مکتوبات کے متعلق جو کچھ لکھا تھا آپ خواہ مخواہ عبارت نقل

کرنے والے کوکم فہم اور اِس فقیر کو یہ لکھنے پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں کہ ''تمہاری تو عادت ہی یہی ہے۔''

یثاق موجود نہ تھا تو منگوا کر دیکھ لیا ہوتا اور پھر اِلزام تراشی کی جاتی۔ میں اَب دوبارہ پوری عبارت لکھ رہا ہوں۔ شاید آپ کو کچھ خدا کا خوف آجائے۔ یہ ستمبر اور اکتوبر کا شمارہ ہے۔ مضمون کو لکھنے والے پروفیسر یوسف سلیم ہیں۔ اِس شمارے کا صفحہ ۴۰ ہے اور پندرھویں سطر سے عبارت یوں شروع ہوتی ہے۔

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ یا اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا شیخ الاسلام آیۃ من آیات اللہ مجاہد اعظم حضرت سیدی وشیخی مولوی سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ العزیز مکتوب نمبر ۵۷ صفحہ ۱۷۹۔۱۸۰ پر تحریر فرماتے ہیں :

یہ روایت نہ تو صحیحین میں ہے اور نہ روایت کا ذکر کرنے والے اِس کی تصحیح فرماتے ہیں۔ ترمذی نے بھی روایت کرنے کے بعد کلام کیا ہے کہ بعض علماء نے یہ حدیث شریک تابعی سے روایت کی ہے مگر علمائے حدیث اِس کو ثقات میں سے نہیں پہچانتے سوائے شریک کے۔ علامہ ابن جوزی نے موضوعات میں اِس کے جملہ طریق پر یقین کے ساتھ باطل ہونے کا حکم دیا ہے۔ ایک جماعت محدثین کی اِس کے موضوع ہونے کی قائل ہے۔ امام الجرح والتعدیل یحیٰی بن معین صاحب فرماتے ہیں کہ اِس روایت کی سرے سے کوئی اصل ہی نہیں۔

طاہر پٹنی نے بھی اِس کی صحت کا انکار کیا ہے۔ امام العصر (مولانا انور شاہ صاحبؒ) بھی روایت کی صحت کو تسلیم نہیں کرتے۔ (حاشیہ از مولانا نجم الدین صاحب اِصلاحی مرتب مکتوبات شیخ الاسلام ماخوذ از مکتوبات شیخ الاسلام حصہ اوّل اُردو بک سٹال لاہور)

اَب یہ لفظی بحث جو آپ نے پیدا کی ہے کہ امام العصر فلاں ہیں فلاں نہیں اور یوں ہے وُوں نہیں مجھے اِس سے کوئی غرض نہیں۔ مجھے نہ کسی امام العصر کی امامت کا علم ہے اور نہ کسی کے شیخ الاسلام ہونے کا۔ میں تو آپ جیسے صاحبان علم وفضل کے رِسائل و اَخبارات کے مضامین پڑھ کر مجتہد اور محقق بن گیا ہوں۔ مگر یہ ضرور ہے کہ زندگی طلباء میں نہیں گزری کہ جہاں کسی نے کوئی اِعتراض کیا اُسے لتاڑ دیا اور وہی عادت پڑھے لکھے لوگوں کے سامنے دُہرانے پر اپنے آپ کو مجبور پایا۔

حضرت جی! طلباء کے گھیرے سے باہر نکل کر دُنیا کی فضا دیکھئے۔ علم چند کتابوں کو پڑھ کر پڑھا دینے کا نام نہیں علم کا مفہوم ذرا وسیع ہے۔

۶۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حدیث میں حصّہ اور اِس پر آپ کا اس فقیر کے حق میں یہ سرٹیفکیٹ کہ یہ بات علمِ حدیث سے بہت زیادہ ناواقف ہونے کا پتہ دیتی ہے، بجا اِرشاد۔

کیا آپ تکلیف فرما کر یہ اَعداد و شمار پڑھنے کی زحمت گوارہ فرمائیں گے۔

۱۔ صدیقۂ کائنات اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرویات دو ہزار سے زیادہ ہیں۔

۲ ، ۳۔ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت انس کی مرویات بھی اِسی کے لگ بھگ ہیں۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ پانچ ہزار مرفوع اور تین صد غیر مرفوعہ۔

۵۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ آٹھ صد سے زائد۔

حضرت ابنِ عمرؓ، ابنِ مسعودؓ اور صدیقۂ کائناتؓ کے فتاوی سیدنا علیؓ سے زیادہ ہیں۔

۶۔ حضرت ابنِ عباس کی مرویات ڈیڑھ ہزار سے زائد ہیں اور آپ کے فتاوی اور تفسیری اَقوال کا تو شمار ہی نہیں۔

۷۔ سیدنا عمرؓ کی مرویات ۵۳۷ ہے اور سیدنا علیؓ کی مرویات سیدنا عمرؓ سے صرف ۴۹ ہی زیادہ ہیں۔ مگر حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد سترہ سال زندہ رہے۔ اِس لحاظ سے اُن کی مرویات کی تعداد زیادہ ہونی چاہیے تھی مگر احادیثِ صحیحہ کا اعتبار کیا جائے تو سیدنا علیؓ کی مرویات سیدنا عمرؓ سے دو یا تین ہی زیادہ نکلتی ہیں۔ فقہی مسائل میں ہر دو اَصحاب کی تعداد تقریبًا برابر ہے۔ یہاں پھر اِسی بات کو دوہراتا ہوں کہ سیدنا علیؓ کے فقہی مسائل کی تعداد سیدنا عمرؓ کے فقہی مسائل سے دُگنی ہونا چاہیے تھی۔

میں تو کہوں گا ...... کہ میں تو علمِ حدیث سے ناواقف ہوں مگر آپ کی واقفیت کچھ حجاب اکبر کی قسم کی نظر آتی ہے۔ غالبًا آپ کی نظروں سے بخاری و مسلم کی ایسی حدیث نہ گزری ہو جن سے حضراتِ شیخینؓ کے علم و فضل پر روشنی پڑتی ہے۔ ابوسعید خدری کی روایت کہ نبی علیہ السلام نے خواب میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ لمبی قمیص پہنے ہوئے گزر رہے ہیں جس سے آپ نے دین مراد لیا اور ابنِ مسعودؓ نے آپ کی شہادت پر فرمایا علم کے نو حصّے رُخصت ہوگئے باقی ایک حصّے میں ہم سب شریک ہیں۔

۷۔ حضرت جی ! آپ کو کس نے بتایا ہے کہ میں مجتہد ہوں، حافظ الحدیث ہوں، محقق ہوں۔ شہادتِ ذوالنورین پر ناشر نے محقق کا لفظ میری اجازت کے بغیر لکھ دیا۔ اُس سے پوچھ کر دیکھئے کہ اِس سلسلہ میں اِس فقیر نے اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔

مجتہد اور حافظ الحدیث کے لفظ لکھ کر کیا آپ نے اِفتراء و بہتان کا اِرتکاب نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈریئے۔ رہ گیا مصنف یا مؤلف ہونا تو یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے اور میں تحدیثِ نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں شکر گزار ہوں کہ جب بڑے بڑے حاملین جبہ و دستار اور مسند نشینانِ درس و اِرشاد ...... رفض کی طرف منہ کرنا تو درکنار اپنے محراب و منبر سے صدیق اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ کے مناقب بیان کرنے سے بھی ترساں ہیں۔ میں نے صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ عرب ممالک، امریکہ، انگلینڈ، جنوبی ہند اور بنگال تک اپنی اِستعداد کے مطابق شانِ صحابہؓ کی آواز پہنچائی اور مجھے اِس پر فخر ہے ناز ہے۔ اور میں اِسے موجبِ نجات سمجھتا ہوں۔ رہا آپ کا یہ اِرشاد کہ ایسے آدمی کے لیے ایسے موضوع پر قلم اُٹھانا خطرناک ہے۔ حضرت جی! مزدور آدمی ہوں، تمام زندگی اِسلام کے لیے سینہ سپر رہا۔ مسجدیں بنوائیں، مدرسے بنوائے اور آج تک ایک دَمڑی تک نقد یا ایک وقت کی روٹی کسی کے گھر سے کھانا حرام سمجھی۔ یقین نہ آئے تو آکر دیکھ لیجئے۔

اور جس موضوع کو آپ خطرناک سمجھتے ہیں وہ میرے لیے خطرناک نہیں آپ کے لیے خطرناک ہے کہ جن کے مدارس سے فارغ التحصیل اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ تو لے کر نکلتے ہیں مگر ثَانِیَ اثْنَیْنِ کی تفسیر کے مفہوم سے کورے ہوتے ہیں۔ سید الشہداء حسینؓ کے نعرے تو لے کر نکلتے ہیں مگر اصل سید الشہداء حمزہؓ کے نام سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ سیدہ فاطمہؓ کی شانِ اقدس میں سبائی روایات کا ذخیرہ تو بغل میں دبائے ہوتے ہیں مگر افضل البناتی سیدہ زینب کے نام سے بھی واقف نہیں ہوتے۔

۸۔ ۷۸۶ اور ۷۸۷ کا مفہوم آپ کی فضیلت سے بہت نیچے ہے۔ آپ اِسے سمجھنے کی کوشش کریں تو آپ کی فضیلت کے منافی ہوگا۔ حضرت جی ! میں نے لکھا تھا کہ بسم اللہ کے عدد ۷۸۶ نہیں آپ نے یا آپ کے بزرگوں نے کبھی اِس طرف توجہ کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کی۔

بسم اللہ کے عدد حروفِ ابجد کے قاعدہ کے مطابق ۷۸۷ ہیں، ۷۸۶ عدد ہیں ''امیر المؤمنین علیہ السلام'' کے۔ اور آپ بسم اللہ ترک کر کے اپنے خطوط کو ''امیر المؤمنین علیہ السلام'' سے شروع کرتے ہیں۔

بعض لوگ ۹۲/۷۸۶ بھی لکھتے ہیں اور ۹۲ سے حضور نبی کریم ﷺ کے اسمِ مقدس سے مراد لیتے ہیں۔ یہ جہالت علی جہالت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اسمِ مقدس محمد ﷺ میں بلحاظ ابجدی علم م تین بار آتا ہے اور مجموعہ اعداد ۱۳۲ ہے۔ آیئے آپ کو بتاؤں کہ یہ ۹۲ کیا ہے؟ جناب یہ لفظ ''امامی'' کے عدد ہیں۔ امیر المؤمنین علیہ السلام ''امامی'' کو آج تک یہ سنی مسلمان کیا سمجھتے آرہے ہیں۔

آپ کی مستند کتب کے حواشی پر فقرات کے خاتمہ پر ۱۲ کا ہندسہ ہوتا ہے۔ یہ بھی آپ جیسے فضیلت مآب کی سمجھ میں آنے والی بات نہیں۔ ۱۲ کو فوراً احد کہہ دیں گے۔

مگر غالب علیہ ماعلیہ اِس کا مفہوم واضح کر گیا۔ چنانچہ حاتم علی بیگ اپنے ایک شاگرد کو لکھتا ہے۔

صاحب بندہ اِثنا عشری ہوں۔ ہر مطلب کے خاتمہ پر ۱۲ کا ہندسہ کرتا ہوں۔ خدا کرے کہ میرا بھی خاتمہ اِسی عقیدہ پر ہو۔ (خطوط غالب ص ۲۲۱)

یہ ۱۲ کا ہندسہ شیعوں کا بارہ امامی اِشارہ ہے اور ہمارے حواشی نویس ہیں کہ اندھا دُھند گھسیٹے چلے جارہے ہیں۔ حافظ شیرازی علیہ ماعلیہ نے بھی ۱۲ کی تشریح کی ہے۔

بہ دُشمناں منشیں حافظا تو لاکن　　　نجات خویش طلب کن بجان ہشت وچہار

حرامزادہ و بدخصل وشوم و بے بنیاد　　　بدرح شاہ جہاں کے کند اِقرار

حضرت جی! آپ شیعیت کے حربوں سے محض بے بہرہ ہیں اور بالکل غیر محسوس طریقے سے شیعیت کا ایک طرح سے پرچار کر رہے ہیں۔

مجھے حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ کا ایک واقعہ یاد آیا ہے۔ مرحوم جب آپ کی طرح سوچتے تھے تو اُن دنوں صوفی عبداللہ دیوبند پہنچے۔ آپ ترمذی پڑھا رہے تھے۔ کوئی ایسی حدیث سامنے تھی جس سے مسلک اہلِ حدیث کی تائید ہوتی تھی مگر مرحوم گھوم پھر کر اِس کی تردید کر رہے تھے۔ صوفی عبداللہ پوچھ بیٹھے حضرت آپ حدیث پڑھا رہے ہیں یا اِس کی تردید کر رہے ہیں۔ پوچھا تم کون ہو؟ کہا غیر مقلد ہوں۔ بس بے بھاؤ کی پڑنی شروع ہوگئیں۔ بھاگتے اسٹیشن پر پہنچے تو چند طلباء نظر آئے۔ اُنہوں نے کہا میاں ہم دو تین سو اہلِ حدیث طلباء یہاں حنفی بن کر پڑھ رہے ہیں اگر اِن کو معلوم ہو جائے تو ہمارے بُھرتہ کر دیں۔ اِس واقعہ سے متأثر ہو کر صوفی صاحب نے ماموں کانجن میں مدرسہ کی بنیاد رکھی۔

شاہ صاحب مرحوم کا وہ زمانہ آپ .... زمانہ کی طرح تھا۔ آگے سُنئے اور سننے سے بہتر ہے کہ مفتی محمد شفیع صاحب کی تالیف ''وحدتِ اُمت'' منگوا کر دیکھئے۔ شاہ صاحب پر آخری دنوں میں اکثر ایک حسرت طاری رہتی تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ تمام زندگی برباد کر دی۔

میرا اِرادہ تھا کہ ضرور آپ کے ہاں حاضر ہوں گا مگر آپ کے اِن کلمات سے طبیعت مکدر ہو گئی کہ ''جب آپ کو میری تحریر سے کوئی فائدہ ہو''۔ نامعلوم آپ کو یہ زعم کیوں ہے کہ بار بار بطورِ ناصح اور اُستاد اپنے آپ کو ظاہر فرماتے ہیں۔ میں خود علماء حق سے کچھ حاصل کرنا سعادت سمجھتا ہوں مگر وہ ہیں کہاں؟ اگر آپ بقول اپنے اپنے آپ کو ایسا سمجھتے ہیں تو میں ضرور باور کر لیتا اگر آپ اپنے آپ کو بطورِ ناصح پیش نہ کرتے۔

آپ کے وسائل وسیع ہیں۔ آپ کا کتابی علم وسیع ہے۔ آپ اپنے وسائل کو عمل میں لا کر وقتی ضروریات کے مطابق دین کی خدمت کی طرف توجہ فرمائیے۔ فیض عالم جیسے سینکڑوں آپ کا رُکاب تھامنے کو اپنی سعادت سمجھیں گے۔

والسلام

فیض عالم

شبِ قدر کی دُعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ شبِ قدر کون سی ہے تو (اُس رات) میں کیا دُعا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (دُعامیں) یوں کہنا :

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ ! تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند فرماتا ہے لٰہذا مجھے معاف فرمادے

عورتوں کے رُوحانی اَمراض

﴿ از اِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

مانگی ہوئی چیز واپس نہ کرنا :

(عورتوں میں ایک بہت بڑی خرابی یہ ہے کہ) مانگی ہوئی چیز میں تساہل (سُستی کرتی) ہیں۔ حالت یہ ہے کہ کوئی چیز منگائی اور کام بھی ہوگیا مگر یہ توفیق نہیں ہوتی کہ واپس کردیں۔ جب دینے والا (مالک) خود ہی مانگتا ہے تب دیتی ہیں اور اگر خود بھی دیں گی تو ایک عرصہ کے بعد اِس میں بہت سی چیزیں گُم بھی ہوجاتی ہیں اور خراب بھی ہوجاتی ہیں۔ بعض وقت مہینوں گزر جاتے ہیں (لیکن چیز) واپس ہی نہیں کی جاتی۔ اگر کسی نے طلب کرلیا تو دے دی ورنہ پرواہ بھی نہیں ہوتی، نیت خراب نہ ہو مگر تساہل (سُستی) اِس قدر ہے کہ حد سے زیادہ۔ (احکام المال التبلیغ ص ۱۵/۱۴۰)

دُوسرے کا سامان برتن وغیرہ واپس نہ کرنا :

اور ایک بے اِحتیاطی (اور بڑی کوتاہی) یہ ہوتی ہے کہ کھانے کے ساتھ جو برتن چلے جاتے ہیں اُنہیں واپس کرنے کی توفیق بھی نہیں ہوتی بس اپنے یہاں اِن برتنوں کا استعمال کرتے ہیں۔ اِسی طرح مدت ہوجاتی ہے جب خود منگاتے ہیں تب ملتے ہیں۔ خود میرے گھر میں سُستی ہوتی ہے حالانکہ شریعت نے اِس میں اِتنی اِحتیاط کی ہے کہ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ اگر کوئی کھانا بھیجے تو اُس برتن میں کھانا حرام ہے اپنے برتن میں اُلٹ لو پھر کھاؤ۔ ہاں ایک صورت میں جائز ہے کہ وہ کھانا ایسا ہو جو برتن بدلنے سے خراب ہوجاتا ہو جیسے فیرنی کلفی وغیرہ یا اُس کا لطف جاتا رہے تو اگر ایسا کھانا ہو تب اُس برتن میں کھانا جائز ہے ورنہ نہیں، ہاں اگر مالک استعمال کرنے کی اجازت دیدے تو جائز ہے۔

فقہاء کے قول کی دلیل یہ حدیث ہے :

اَلَا لَایَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِّنْہُ

خبردار ہوجاؤ کسی مسلمان کا مال اُس کی دلی رضامندی کے بغیر حلال نہیں۔

کھانا بھیجنے والوں کو اُن برتنوں کا استعمال ناگوار ہوتا ہے اور جب کھانا ایسا ہو کہ برتن بدلنے سے خراب ہو جاتا ہو یا اُس کا لطف جاتا رہے تو وہاں دلالۃً (مالک کی طرف سے) اُسی برتن میں کھانے کی اجازت ہوتی ہے۔ بس فقہاء کے کلام کا خلاصہ یہ ہوا کہ قرائن (اَنداز) سے جہاں اجازت ہو تو جائز ہے اور اگر قرائن (اَنداز) سے اجازت نہ ہو تو جائز نہیں۔ (التبلیغ احکام المال ص ۵/ ۱۳۹)

دُوسرے کی مِلک میں بلا اجازت تصرف کرنے (استعمال کرنے) سے آدمی گنہگار ہوتا ہے۔ اگر وہ چیز ضائع ہو جائے تو ضامن ہوتا ہے (یعنی اُس کا تاوان دینا لازم ہوتا ہے)۔ (التبلیغ ص ۷/ ۴۲ کساء النساء)

قرض لے کر نہ دینا :

ایک خرابی یہ ہے کہ قرض لے کر اَدا نہیں کرتیں، قرض اَدا کرنے کی بالکل عادت ہی نہیں اِس لیے اِن کا اعتبار نہیں رہا۔ اَب حالت یہ ہوگئی ہے کہ ہر ایک سے قرض مانگتی ہیں اور کوئی دیتا نہیں حالانکہ قرض دینے کا بڑا ثواب ہے چنانچہ حدیث میں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے جنت کے دروازہ پر لکھا دیکھا کہ صدقہ دینے سے دس نیکیاں ملتی ہیں اور قرض دینے سے اَٹھارہ۔ آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے وجہ پوچھی تو اُنہوں نے فرمایا کہ قرض وہی مانگتا ہے جسے سخت ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اُسے پھر واپس کرنا پڑتا ہے بخلاف صدقہ کے۔

تو قرض دینے کا یا اُدھار کوئی چیز دینے کا اِتنا بڑا ثواب ہے مگر جب کوئی لے کر اَدا ہی نہ کرے پھر کیوں دے۔ حالت یہ ہوگئی ہے کہ قرض دے کر وصول نہیں ہوتا حتّٰی کہ قرض دار سامنے آنا تک چھوڑ دیتے ہیں اور بعض لوگ کوئی سامان خرید کر ایک دو رُوپیہ اُدھار کر کے پھر دینے کا نام نہیں لیتے اور معمولی رقم ایک دو رُوپیہ ہونے کی وجہ سے دینے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے اور وصول کرنیوالے کو مانگتے بھی شرم معلوم ہوتی ہے لیکن قیامت کا معاملہ بہت نازک ہے تین پیسے بھی جس کے ذمّہ رہ جائیں گے اُس کی سات سو مقبول نمازیں چھین کر حق والے کو دِلوادی جائیں گے۔ یہ کس قدر خوف کی بات ہے ساری عمر نماز پڑھی اور قیامت میں چھین لی گئی یہ نتیجہ ہوگا کہ آخرت بھی برباد اور کی کرائی عبادت بھی اپنے پاس نہ رہی۔ (التبلیغ کساء النساء ص ۷/ ۴۲)

بعض دین دار عورتوں کی کوتاہی :

ریل کے سفر میں اکثر عورتیں اور بعض مرد بھی اِس قدر سامان لے جاتے ہیں جو حد اجازت (یعنی

قانون سے) زیادہ ہوتا ہے اور نہ اُس کا محصول دیتے ہیں نہ وزن کراتے ہیں (نہ رسید کٹاتے ہیں) ۔

اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ خود تو تیسرے درجہ (تھرڈ کلاس) کا ٹکٹ لیا تھا لیکن اتفاق سے میانہ درجہ (سیکنڈ کلاس) میں کوئی دوست بیٹھا ہے تو اُس کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور دو تین اسٹیشن تک اُس پر بیٹھے چلے گئے یا ٹکٹ لیا دو تین اسٹیشن کا اور چلے گئے بہت دُور تک ۔ اِن سب صورتوں میں یہ شخص ریلوے محکمہ کا قرض دار رہتا ہے اور قیامت کے دن اُس سے وصول کیا جائے گا ۔ اگر کبھی ایسی غلطی ہوگئی ہو تو اُس کے اَدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ حساب کر کے جس قدر ریلوے کی قیمت اپنے ذمّہ نکلے اُس قیمت کا ایک ٹکٹ خرید کر اُس سے کام نہ لے اِس سے محکمہ کا روپیہ بھی اَدا ہو جائے گا اور اُس شخص پر کوئی اِلزام بھی نہ آئے گا ۔ (تفصیل التوبہ دعوات عبدیت ص ۴۶/۸)

رشتہ داروں سے پردہ میں کوتاہی :

ایک کوتاہی عورتوں میں یہ ہے کہ اِن میں پردہ کا اہتمام کم ہے ۔ اپنے عزیزوں رشتہ داروں میں جو نامحرم ہیں (یعنی جن سے رشتہ ہمیشہ کے لیے حرام نہیں ہے) اُن کے سامنے بے تکلف آتی ہیں ۔ ماموں زاد ، چچا زاد ، خالہ زاد بھائیوں سے بالکل پردہ نہیں کرتی ہیں اور غضب یہ کہ اُن کے سامنے بناؤ سنگار کر کے بھی آتی ہیں پھر بدن چھپانے کا ذرا بھی اہتمام نہیں کرتیں گلا اور سر کھلا ہوا ہے اور اُن کے سامنے آجاتی ہیں اور اگر کسی کا بدن ڈھکا ہوا بھی ہو تو کپڑے ایسے باریک ہوتے ہیں جن میں سارا بدن جھلکتا ہے حالانکہ باریک کپڑے پہن کر محارم کے سامنے آنا بھی جائز نہیں کیونکہ محارم یعنی جن سے رشتہ کرنا حرام ہے اُن سے پیٹ اور کمر اور پہلو اور پسلیوں کا چھپانا بھی فرض ہے ۔ پس ایسا باریک کُرتہ پہن کر محارم (مثلاً بھائی چچا وغیرہ) کے سامنے آنا بھی جائز نہیں جس سے پیٹ یا کمر یا پہلو یا پسلیاں ظاہر ہوں یا اُن کا کوئی حصہ نظر آتا ہو شریعت نے تو محارم کے سامنے آنے میں بھی اِتنی قیدیں لگائی ہیں اور آج کل کی عورتیں نامحرموں کے سامنے بھی بے باکانہ آتی ہیں گویا شریعت کا پورا مقابلہ ہے ۔

بیبیو! پردہ کا اہتمام کرو اور نامحرم رشتہ داروں کے سامنے قطعًا نہ آؤ اور محرم کے سامنے احتیاط سے آؤ (الکمال فی الدین ص ۱۰۸) ۔ (جاری ہے)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال جامعہ مدنیہ جدید میں دورۂ حدیث شریف کے ۵۸ طلباء نے سندیں حاصل کیں جن کے نام اور نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کے اسماء درج ذیل ہیں۔(ادارہ)

نمبر شمار	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱	احسان اللہ	منظور احمد	قصور	۳۱۲	جید
۲	اشفاق احمد	منور حسین	نارووال	۳۱۳	جید
۳	اعجاز احمد	اصغر خان	اٹک	۳۳۵	جید
۴	اعجاز الرحمٰن	غلام سرور	مظفرگڑھ	۴۴۵	جید جدًا
۵	اَمین الاسلام	اِسلام دین	قصور	۳۶۵	جید
۶	انصر شہزاد	محمد یوسف	حافظ آباد	۴۱۳	جید جدًا
۷	تنزیل الرحمٰن	مشکور احمد	ہری پور	۴۹۵	ممتاز
۸	تنویر احمد	محمد دین	قصور	۲۹۰	مقبول
۹	حمزہ	مقبول	امریکہ	۵۰۵	ممتاز
۱۰	حیدر فاروق	مختار فاروق	جھنگ	۲۴۸	مقبول
۱۱	حیدر معاویہ	محمد اسحاق	قصور	۲۶۳	مقبول
۱۲	رحمت اللہ	میاں محمد یعقوب	قصور	۳۱۵	جید
۱۳	رضا ولی خان	سکندر شاہ	استور	۳۱۸	جید
۱۴	سیف الرحمٰن	حفیظ احمد	وہاڑی	۲۸۰	مقبول
۱۵	عبدالباری	عبدالرزاق	قصور	۲۸۰	مقبول
۱۶	عبدالحی جابر	امیر	ایران	۴۴۴	جید جدًا
۱۷	عبدالودود	عبدالغفور	گلگت	۳۱۰	جید
۱۸	علی حسن	اکبرالدین مرحوم	چترال	۳۰۰	جید

نمبر شمار	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱۹	مبشر حسین	حرمت خان	قصور	۲۴۶	مقبول
۲۰	محب اللہ	گلزار علی	بنوں	۴۱۹	جید جدًا
۲۱	محمد احسان	محمد رمضان	سرگودھا	۲۵۰	مقبول
۲۲	محمد اختر	شیر محمد	قصور	۲۶۵	مقبول
۲۳	محمد اَرشد	محمد ظفر	سرگودھا	۲۸۰	مقبول
۲۴	محمد اسحٰق	محمد اسلم	لاہور	۵۱۰	ممتاز
۲۵	محمد اسلم قادری	عبدالغفور	سیالکوٹ	۳۵۹	جید
۲۶	محمد اشرف	غلام محمد	لودھراں	۳۹۰	جید جدًا
۲۷	محمد افضل	محمد الیاس	قصور	۳۰۱	جید
۲۸	محمد اکرم	رحمت علی	قصور	۲۸۵	مقبول
۲۹	محمد امجد	چراغ دین	قصور	۳۴۶	جید
۳۰	محمد دانش	عبدالحفیظ مرحوم	لاہور	۲۵۵	مقبول
۳۱	محمد شعیب	محمد شفیق	ٹیکسلا	۵۴۰	ممتاز
۳۲	محمد طاہر	محمد ایوب	لاہور	۲۹۷	مقبول
۳۳	محمد طاہر اقبال	بشارت علی	قصور	۳۱۵	جید
۳۴	محمد عالمگیر	عبدالرزاق	رحیم یار خان	۳۴۰	جید
۳۵	محمد عبداللہ	محمد اقبال	بہاولپور	۲۹۰	مقبول
۳۶	محمد عرفان	سعید احمد	اوکاڑہ	۳۱۵	جید
۳۷	محمد عزیر	حافظ عبدالرحمٰن	وہاڑی	۲۵۶	جید
۳۸	محمد عمر	محمود الحسن	سرگودھا	۳۰۶	جید
۳۹	محمد عمران	محمد ابراہیم	شیخوپورہ	۳۱۵	جید

نمبر شمار	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۴۰	محمد عمران	حافظ محمد شریف	قصور	۲۹۵	مقبول
۴۱	محمد عمران فرحت	عمر حیات	قصور	۳۰۵	جید
۴۲	محمد کامران	اقبال	خانیوال	۳۶۱	جید
۴۳	محمد کامران الٰہی	الٰہی بخش	لاہور	۳۶۰	جید
۴۴	محمد مصعب سیرین	محمد عارف	راولپنڈی	۴۹۰	ممتاز
۴۵	محمد مقصود الحسن	عبدالستار	لاہور	۴۰۰	جید جدًا
۴۶	محمد ہارون	حرمت خان	لاہور	۲۵۴	مقبول
۴۷	محمد ہارون رشید	محمد ابراہیم	سرگودھا	۳۳۰	جید
۴۸	محمد یٰسین	بشیر احمد	لاہور	۳۹۰	جید جدًا
۴۹	محمد یوسف	یعقوب احمد	مظفر گڑھ	۳۵۱	جید
۵۰	محمد یوسف	حسن بصری	انڈونیشیا	۳۰۰	جید
۵۱	محمود الٰہی	محبوب الٰہی	خوشاب	۲۸۳	مقبول
۵۲	مختار احمد	عبیر احمد	چترال	۲۵۶	مقبول
۵۳	مزمل حسین	اللہ دِتہ	خانیوال	۲۸۰	مقبول
۵۴	مشرف سعید	محمد سعید	لاہور	۴۷۶	جید جدًا
۵۵	منیر احمد	محمد دین	قصور	۳۵۶	جید
۵۶	نذیر احمد	شیروزیر خان	چترال	۲۸۵	مقبول
۵۷	نذیر احمد	لیاقت علی	اوکاڑہ	۴۶۵	جید جدًا
۵۸	نصیر احمد	رحمت خان	لاہور	۳۰۰	مقبول

دورۂ حدیث شریف ۱۴۲۸ھ میں جامعہ مدنیہ جدید کے نمایاں کارکردگی والے طلباء کے اَسماء گرامی

نمبر شمار	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	درجہ	کوائف
۱	محمد شعیب	محمد شفیق	راولپنڈی	۵۴۰	ممتاز	اوّل
۲	محمد اسحاق	اسلام الدین	لاہور	۵۱۰	ممتاز	دوم
۳	حمزہ	مقبول	امریکہ	۵۰۵	ممتاز	سوم
۴	محمد شعیب	محمد شفیق	راولپنڈی	۵۴۰	ممتاز	خصوصی انعام (قرأت العبارۃ)
۵	محمد اسحاق	اسلام الدین	لاہور	۵۱۰	ممتاز	خصوصی انعام (قرأت العبارۃ)
۶	اعجاز الرحمٰن	غلام سرور	مظفر گڑھ	۴۴۵	جید جداً	خصوصی انعام (حاضر باشی)
۷	محمد ہارون	محمد ابراہیم	سرگودھا	۳۳۰	جید	خصوصی انعام (حاضر باشی)
۸	نذیر احمد	لیاقت علی	اوکاڑہ	۴۶۵	جید جداً	خصوصی انعام
۹	محب اللہ	گلزار علی	بنوں	۴۱۹	جید	خصوصی انعام

نمبر شمار	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	درجہ	کوائف
۱۰	محمد یوسف	حسن بصری	انڈونیشیا	۳۰۰	جید	خصوصی انعام
۱۱	محمد مصعب	محمد عارف	راولپنڈی	۴۹۰	ممتاز	خصوصی انعام
۱۲	تنزیل الرحمٰن	مشکور احمد	ہری پور	۴۹۵	ممتاز	خصوصی انعام

صدقۂ فطر کے احکام

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے صدقہ فطر کو ضروری قرار دیا۔ (فی کس) ایک صاع کھجوریں یا اِسی قدر جو دیئے جائیں۔ غلام اور آزاد، مذکر اور مونث (یعنی مرد اور عورت) اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کی طرف سے، اور نماز عید کے لیے لوگوں کو جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (مشکٰوۃ شریف ص ۱۶۰ بحوالہ بخاری و مسلم)

صدقہ فطر کس پر واجب ہے :

صدقہ فطر اُس شخص پر واجب ہے جس پر زکٰوۃ فرض ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اُس کی قیمت اُس کی ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن سکتی ہو تو اُس پر بھی صدقہ الفطر واجب ہے۔

زکٰوۃ فرض ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مال نصاب پر چاند کے حساب سے ایک سال گزر جائے۔ لیکن صدقہ فطر واجب ہونے کے لیے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان المبارک کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آ گیا جس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔

صدقہ فطر کے فائدے :

صدقہ فطر ادا کرنے سے ایک حکم شرعی کے انجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے۔ اِس کے ساتھ دو مزید فائدے اور ہیں۔ اوّل یہ کہ صدقہ فطر روزوں کو پاک صاف کرنے کا ذریعہ ہے۔ روزے کی حالت میں جو فضول باتیں کیں اور جو خراب اور گندی باتیں زبان سے نکلیں صدقہ فطر کے ذریعے روزے اُن چیزوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ دُوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دن ناداروں اور مسکینوں کی خوارک کا انتظام ہو جاتا ہے اور اِسی لیے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھو کتنا سستا سودا ہے کہ محض دو

سیر گیہوں دینے سے تیس روزوں کی تطہیر ہو جاتی ہے۔ یعنی لایعنی اور گندی باتوں کی روزے میں ملاوٹ ہو گئی اِس کے اثرات سے روزے پاک ہو جاتے ہیں۔

گویا صدقہ فطر ادا کر دینے سے روزوں کی قبولیت کی راہ میں کوئی اَٹکانے والی چیز باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ اسی لیے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر مسئلہ کی رُو سے کسی پر صدقہ فطر واجب نہ ہو تب بھی دے دینا چاہیے۔ خرچ بہت معمولی ہے اور نفع بہت بڑا ہے۔

کس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کیا جائے :

صدقہ فطر بالغ عورت پر اپنی طرف سے دینا واجب ہے۔ شوہر کے ذمہ اُس کا صدقہ فطر ادا کرنا ضروری نہیں۔ ہاں شوہر کی جو نابالغ اولاد ہے اُس کی طرف سے بھی اِس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ بچوں کی والدہ کے ذمے بچوں کا صدقہ فطر دینا لازم نہیں ہے۔ اگر بیوی کہے کہ میری طرف سے ادا کر دو اور شوہر بیوی کی طرف سے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا۔ اگر چہ اُس کے ذمہ بیوی کی طرف سے ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

جب مسلمان جہاد کیا کرتے تھے تو اُن کے پاس جو کافر قیدی ہو کر آتے تھے اُن کو غلام اور باندی بنا لیا جاتا تھا۔ جس کی ملکیت میں غلام یا باندی ہو اُس کے اُوپر غلام اور باندی کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب ہوتا تھا۔ آج کل کہیں اگر جنگ ہوتی ہے تو وطنی اور ملکی لڑائی ہوتی ہے۔ شرعی جہاد ہوتا نہیں۔ لٰہذا مسلمان غلام اور باندی سے محروم ہیں۔

صدقہ فطر میں کیا دیا جائے :

حضور اقدس ﷺ نے صدقہ فطر دینے کے سلسلے میں دینار و درہم یعنی سونے چاندی کا سکہ ذکر نہیں فرمایا بلکہ جو چیزیں گھروں میں عام طور سے کھائی جاتی ہیں اُنہی کے ذریعہ صدقہ فطر کی ادائیگی بتائی۔ حدیث بالا میں جس کا ترجمہ ابھی ہوا۔ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فی کس صدقہ فطر کی ادائیگی کے لیے دینے کا ذکر ہے۔ دُوسری حدیثوں میں ایک صاع پنیر یا ایک صاع زبیب یعنی کشمش دینے کا بھی ذکر آیا ہے اور بعض روایات میں ایک صاع گیہوں دو آدمیوں کی طرف سے بطور صدقہ فطر دینا بھی وارد ہوا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔ لٰہذا اگر صدقہ فطر میں جَو دے تو ایک صاع دے اور گیہوں دے تو آدھا صاع دے۔ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں جو اور گیہوں وغیرہ ناپ کر فروخت کیا

کرتے تھے اور اِن چیزوں کو تولنے کے بجائے ناپنے کا رواج تھا۔ اس زمانے میں ناپنے کا جو ایک پیمانہ تھا اُسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقہ فطر کی مقدار بتائی ہے۔ ایک صاع کچھ اُوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا۔ ہندوستان کے بزرگوں نے جب اِس کا حساب لگایا تو ایک شخص کا صدقہ فطر گیہوں کے اعتبار سے اَسی تولے کے سیر سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک ہوگا۔ عام طور سے کتابوں میں عوام کی رعایت سے یہی تول والی بات لکھی جاتی ہے۔ اگر ایک گھر میں میاں بیوی اور چند نابالغ بچے ہوں تو مرد پر اپنی طرف سے ہر نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر میں فی کس ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گندم یا اُس کا دوگنا جو یا چھوارے یا کشمش یا پنیر دینا واجب ہے۔ بیوی کی طرف سے مرد پر صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے۔ اور ماں جتنی بھی مالدار ہے نابالغ اولاد کا صدقہ فطر اُس کو ادا کرنا واجب نہیں، یہ صدقہ باپ پر واجب ہوتا ہے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت :

صدقہ فطر عید کے دن کی صبح کے طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اِس سے پہلے مر جائے تو اُس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ : صدقہ فطر عید سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ اگر پہلے ادا نہ کیا تو عید کی نماز کے لیے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ اگر کسی نے نماز عید سے پہلے یا بعد نہ دیا تو ساقط نہ ہوگا۔ اِس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔

مسئلہ : جو بچہ عید الفطر کی صبح صادق ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہو، اُس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔

نابالغ کی طرف سے صدقہ فطر :

اگر کسی نابالغ کی ملکیت میں خود اپنا مال ہو جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اُس کا وارِث اُسی کے مال سے اُس کا صدقہ فطر ادا کرے۔ اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔

سوال : بچہ کی ملکیت میں مال کہاں سے آئے گا؟

جواب : اِس طرح سے آسکتا ہے کہ کسی میراث سے اُس کو مال پہنچ جائے یا کوئی شخص اُس کو ہبہ کر دے۔

جس نے روزے نہ رکھے ہوں اُس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے :

اگر کسی بالغ مرد وعورت نے کسی وجہ سے روزے نہ رکھے تب بھی صدقہ فطر کا نصاب ہونے پر صدقہ کی ادائیگی واجب ہے۔

صدقہ فطر میں نقد قیمت یا آٹا وغیرہ :

صدقہ فطر میں گیہوں کا آٹا بھی دیا جا سکتا ہے۔ وزن وہی ہے جو اُوپر گزرا اور جو کا آٹا بھی دے سکتا ہے۔ اِس کا وزن بھی وہی ہے جو جو کا وزن ہے۔

مسئلہ : صدقہ فطر میں جو یا گیہوں کی نقد قیمت بھی دی جا سکتی ہے بلکہ اِس کا دینا افضل ہے [1] اگر گیہوں اور جو کے علاوہ کسی دُوسرے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرے مثلاً چنا، چاول، آڑو، جوار اور مکئی وغیرہ دینا چاہے تو اِتنی مقدار میں دے کہ اُس کی قیمت ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں یا اُس سے دوگنے جو کی قیمت کے برابر ہو جائے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی میں کچھ تفصیل :

مسئلہ : ایک شخص کا صدقہ فطر ایک محتاج کو دے دینا یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دے دینا دونوں صورتیں جائز ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چند آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی محتاج کو دیدیا جائے۔

صاحب نصاب کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں :

جس پر زکٰوۃ خود واجب ہو یا زکٰوۃ واجب ہونے کے بقدر اس کے پاس مال ہو یا ضرورت سے زائد سامان ہو جس کی وجہ سے صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔ جس کی حیثیت اِس سے کم ہو شریعت کے نزدیک اُسے فقیر کہا جاتا ہے اُسے زکٰوۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔

رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینے میں تفصیل :

اپنی اولاد کو یا ماں باپ اور نانا نانی دادا دادی کو زکٰوۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ البتہ دُوسرے رشتہ داروں کو مثلاً بھائی، بہن، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو صدقہ فطر

---

[1] اس سال صدقہ فطر کی نقد قیمت فی کس 40 روپے ہے۔

دے تو ادائیگی نہ ہوگی اور سیّدوں کو بھی صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔

فائدہ : بہت سے لوگ پیشہ ور مانگنے والوں کے ظاہری پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر یا کسی عورت کو بیوہ پا کر زکوٰۃ اور صدقہ فطر دیتے ہیں حالانکہ بعض مرتبہ بیوہ عورت کے پاس بقدر نصاب زیور ہوتا ہے اِسی طرح روزانہ کے مانگنے والوں کے پاس اچھی خاصی مالیت ہوتی ہے ایسے لوگوں کو دینے سے ادائیگی نہ ہو گی۔ زکوٰۃ اور صدقہ فطر کی رقم خوب سوچ سمجھ کر دینا لازم ہے۔

رشتہ داروں کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے :

جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر دینا جائز ہے اُن کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے کیونکہ اِس میں صلۂ رحمی بھی ہو جاتی ہے۔

نوکروں کو صدقہ دینا :

اپنے نوکروں کو بھی زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں مگر اُن کی تنخواہ میں لگانا دُرست نہیں۔

بالغ عورت اگر صاحبِ نصاب ہو :

اگر بالغ عورت اِس قابل ہے کہ اُس کو صدقہ فطر دیا جا سکے تو اُسے دے سکتے ہیں اگرچہ اُس کے میکہ والے مالدار ہوں۔

❁ ❁ ❁

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

قسط : ۲۱

اَللَّطَائِفُ الْاَحْمَدِيَّه فِی الْمَنَاقِبِ الْفَاطِمِيَّه رضی اللہ عنہا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

(۶۳) اَخْرَجَ الْحَاکِمُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ زَوَّجْتَنِیْ مِنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَهُوَ فَقِيْرٌ لَامَالَ لَهٗ فَقَالَ يَافَاطِمَةُ اَمَاتَرْضِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِطَّلَعَ عَلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ فَاخْتَارَ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبُوْكِ وَالْاٰخَرُ بَعْلُكِ.(ازالةُ الخفاء عن خلافة الخلفاء)

حاکم نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے میرا نکاح حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کیا ہے اور وہ فقیر ہیں کچھ بھی مال اُن کے پاس نہیں (یعنی بقدرِ حاجت ِضروریہ بھی مال نہیں ۔اور بقدرِ حاجت سے ایسے حضرات کی مراد یہ ہوتی ہے کہ جو بسر اوقات کو معمولی طور پر کافی ہوجاوے وہ حاجت مراد نہیں جس کو اہل دُنیا عیش وعشرت والے حاجت سمجھتے ہیں کبھی اُن کی حرص ہی ختم نہیں ہوتی) پس فرمایا اے فاطمہ کیا تم اِس بات سے راضی نہیں کہ اللہ عزوجل نے آگاہی پائی اہل زمین پر پس پسند کیا دو مردوں کو ایک اُن میں کے تمہارے باپ (یعنی میں) ہیں اور دُوسرے اُن میں کے تمہارے خاوند (یعنی علیؓ) ہیں ۔

یہ اِبتدائی حالت تھی حضرت فاطمہؓ کی ،سب کمالات ابتداء ہی سے اَولیاء کو میسر نہیں ہوتے رفتہ رفتہ ترقی ہوتی ہے اور بقدرِ حاجت مال کی ہر شخص کو حاجت ہے پس ابتدائے حال میں بھی یہ اَمر حرص پر دلالت نہیں کرتا ، نہ اِس سے عیش وعشرت کی بو نکلتی ہے اور جب آپ نے دینی نفع (یعنی حضرت علیؓ کا دینی رُتبہ) معلوم کرلیا تو غنیمت سمجھا کہ ایسے خاوند کی ہمسائیگی بڑی غنیمت ہے اور عورت کے لیے بڑا فخر ہے سو خاموشی

اختیار کی، یہاں سے آپ کی محبت دینی و زُہد ثابت ہوا کہ دینی بزرگی معلوم کر کے پھر قدرِ ضرورت بھی دُنیا کی طرف توجہ نہ فرمائی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اور یہاں سے کوئی وہم نہ کرے کہ حضرت علیؓ کا رسول اللہ ﷺ کے برابر ہونا لازم آتا ہے ایسا وہم محض خبط ہے جو کسی زبان کے محاورہ سے آگاہ نہ ہوگا وہ ایسی بات کہے گا۔

حضرت علیؓ کا وہی رُتبہ ہے جتنا شریعت میں ثابت ہے یعنی آپ خلیفۂ چہارم ہیں یہی ترتیب فضیلت کی ہے اور عقائد میں تفصیلاً مذکور ہے۔ وصاحب روضۃ الاحباب در باب نکاح حضرت فاطمہؓ گفتہ ورواےتے آنکہ سیدِ عالم راگمان شد کہ فاطمہؓ بجہت آن میگرید کہ علیؓ را مالے نیست۔ فرمودا ے جانِ پدر در حق تو تقصیر نہ کردم کسے را شوہر تو گردانیدم کہ بہترین اہل بیت من ست وَاَیْمُ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ زَوَّجْتُکِ سَیِّدًا فِی الدُّنْیَا وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصَّالِحِیْنَ . وفی روایۃ زَوَّجْتُکِ سَیِّدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وگریہ مذکور بعد نکاح وعمل آب مذکور بود۔

(۶۴) حاکم آوردہ کہ فاطمہؓ بنتِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر عم خود حمزہؓ را ہر جمعہ زیارت میکرد و نماز میگزارد و میگریست نزدِ اُو کَذَا فِیْ بَعْضِ الْمُعْتَبَرَاتِ ثُمَّ رَأَیْتُ بِھٰذَا السَّنَدِ فِیْ نَیْلِ الْاَوْطَارِ وَالتَّلْخِیْصِ الْحَبِیْرِ.

حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؓ بنتِ رسولِ خدا ﷺ اپنے چچا حضرت حمزہؓ (حضرت حمزہؓ حضور ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے اور چچا بھی تھے پس پہلے رشتہ سے حضرت فاطمہؓ کے چچا ہوئے) کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کو فرماتی تھیں اور نماز پڑھتی تھیں اور قبر کے پاس روتی تھیں (جس طرح کا رونا جائز ہے)۔ زیارتِ قبر دُنیا چھڑانے میں اور آخرت یاد دِلانے میں ایک خاص تاثیر رکھتی ہے اور جمعہ کے روز زیادہ بہتر ہے۔

سبحان اللہ! اللہ کی کیسی محبت اور دین کا کیسا شوق تھا اور عورتوں کو زیارتِ قبور اِس زمانہ میں بہت سی خرابیوں کی وجہ سے دُرست اور رَوا نہیں پہلے جائز تھی جیسا کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا اُن کو مردوں کے پیچھے جائز تھا اور اَب منع ہوگیا اور نماز پڑھنا قبروں کے پاس جائز ہے بشرطیکہ قبر منہ کے سامنے نہ ہو پیچھے یا داہنے یا بائیں جانب ہو۔

(۶۵) قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ فَدَخَلَ عَلٰی فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا فَرَاٰی عَلٰی بَابِ مَنْزِلِهَا سِتْرًا وَفِیْ یَدَیْهَا قُلْبَیْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَرَجَعَ فَدَخَلَ عَلَیْهَا اَبُوْرَافِعٍؓ وَهِیَ تَبْکِیْ فَاَخْبَرَتْهُ بِرُجُوْعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَسَأَلَهٗ اَبُوْرَافِعٍ فَقَالَ مِنْ اَجْلِ السِّتْرِ وَالسِّوَارَیْنِ فَاَرْسَلَتْ بِهِمَا بِلَالًاؓ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَقَالَتْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِمَا فَضَعْهُمَا حَیْثُ تَرٰی فَقَالَ اِذْهَبْ فَبِعْهُ وَادْفَعْهُ اِلٰی اَهْلِ الصُّفَّةِ فَبَاعَ الْقُلْبَیْنِ بِدِرْهَمَیْنِ وَنِصْفٍ وَتَصَدَّقَ بِهِمَا عَلَیْهِمْ فَدَخَلَ عَلَیْهَا ﷺ فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ قَدْ اَحْسَنْتِ (احیاء العلوم) وَلَمْ اَرَ هٰذَا الْحَدِیْثَ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَقَدْ جَاءَ نَحْوُهٗ فِی النَّسَائِیِّ کَمَا ذُکِرَ فِیْ بَعْضِ مَوَاضِعِ هٰذَا الْکِتَابِ وَلَمْ اَرَهٗ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ اَیْضًا وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَصَاحِبُ الْاِحْیَاءِ اَوْسَعُ نَظَرًا وَلَمْ یُخْرِجْهُ الْعِرَاقِیُّ وَالزُّبَیْدِیُّ وَالْمَوْضِعُ مَوْضِعُ الْفَضَائِلِ لٰکِنْ اِنْ ثَبَتَ.

حضور سرورِ عالم ﷺ سفر سے تشریف لائے پس آئے حضرت فاطمہؓ کے پاس سو دیکھا اُن کے گھر کے دروازہ پر پردہ (لٹکا ہوا) اور اُن کے دونوں ہاتھوں میں دو کنگن چاندی کے ،تو آپ واپس آئے پھر ابورافع ؓ (غلام حضور ﷺ کے) حضرت فاطمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ رو رہی تھیں پھر اُنہوں نے ابورافع ؓ کو حضور ﷺ کے لوٹنے کی خبر دی تو اُنہوں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا (سبب واپسی کا) سو فرمایا آنحضرت ﷺ نے بوجہ پردہ اور کنگنوں کے (واپسی ہوئی اِس لیے کہ یہ چیزیں آپ کو ناپسند ہوئیں چونکہ زُہد اور مقام عالی دینی کے خلاف تھیں جب یہ معلوم ہوگیا) تو بھیج دیا بلال ؓ کو دونوں کنگن لے کر حضرت فاطمہؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں اور کہا کہ میں نے اِن دونوں کو صدقہ کر دیا پس جہاں آپ کی رائے ہو صرف کیجئے۔ پس فرمایا حضور ﷺ نے (بلالؓ سے) جاؤ اِس کو فروخت کر کے اہل صُفّہ (یہ حضرات طالب علم اور محتاج تھے) کو دے دو، سو فروخت کیا بلالؓ نے دونوں کنگنوں کو بعوض

ڈھائی درہم کے (ایک درہم چار سے کچھ زائد ہوتا ہے) اور صدقہ کیا اِن دونوں (کی قیمت) کو اہلِ صُفّہ پر، پھر تشریف لائے حضور علیہ السلام حضرت فاطمہؓ کے پاس اور فرمایا میرے باپ تم پر فدا ہوں بیشک تم نے اچھا کام کیا۔

سبحان اللہ! کیا تعلیم تھی اور کیسا علم تھا، یہ مقام نہایت غور کرنے کا ہے اللہ والوں کو زینتِ دُنیا سے کیا علاقہ اور ظاہر ہے کہ پردہ بھی ضرور کسی مناسب جگہ صَرف کیا ہوگا۔ (جاری ہے)

درسِ حدیث

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے دُوسرے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 5:30 بمقام 35-X فیز III ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔

رابطہ نمبر : 0333 - 4300199 - 042 - 7726702

نوٹ : سفر کے درپیش ہونے کی بناء پر درس نہیں ہو سکے گا لہٰذا کسی بھی غیر متوقع زحمت سے بچنے کے لیے مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے خواتین فون پر رابطہ کر کے درس حدیث کے انعقاد کی ضرور تصدیق کر لیا کریں۔ شکریہ

حسرت

﴿ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہم ﴾

رمضاں بھی گزر گیا یوں ہی
چڑھ کے آیا ، مگر گیا یوں ہی

مَوج آئی نہ کوئی ساحل تک
دِل کا دَریا اُتر گیا یوں ہی

ماہِ نو عشق کی طرح آیا
ہم پہ اِلزام دَھر گیا یوں ہی

کیا سُہانی سُہانی راتیں تھیں
خواب تھا جو بکھر گیا یوں ہی

دامنِ دِل نہ بھر سکا اَب کے
موسمِ گُل گزر گیا یوں ہی

لگ رہی ہے فضا اُداس اُداس
ہائے سُنسان کر گیا یوں ہی

ذکرِ جاناں سے جاں میں جاں آئی
زِیست کا رُخ نکھر گیا یوں ہی

اُن ﷺ کا غم تو محیطِ عالَم ہے
میرے سینے میں بھر گیا یوں ہی

سَفرِ حج بہت مبارک ہے
کیا کریں گے ، اگر گیا یوں ہی

اللہ اللہ اُس کا بخت نفیسؔ
جو مدینے میں مر گیا یوں ہی

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر مہینہ تین روزے رکھا کرتے تھے :

عَنْ مُّعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يُبَالِيْ مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُوْمُ. (مسلم بحواله مشكوة ص ۱۷۹)

حضرت معاذہ عدویہ رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسولِ اکرم ﷺ ہر مہینہ میں تین دن (نفل) روزے رکھا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ (معاذہؒ کہتی ہیں) میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ مہینہ کے کون سے دِنوں میں روزے رکھتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا آپ ﷺ مہینہ کے کسی خاص دن روزہ رکھنے کا اہتمام نہیں کرتے تھے جن دنوں میں بھی موقع ہوتا روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاعَبْدَ اللّٰهِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، لَاصَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ، صَوْمُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ، صُمْ كُلَّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَاقْرَأِ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوٗدَ صِيَامُ يَوْمٍ وَاِفطَارُ يَوْمٍ وَاقْرَأْ فِيْ

كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَّرَّةً وَلَا تَزِدْ عَلٰى ذَالِكَ. (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ ص۱۷۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تم روزانہ دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات میں طاعت و عبادت میں مصروف رہتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو (بلکہ) روزہ بھی رکھو اور بغیر روزہ کے بھی رہو، رات میں عبادت بھی کرو اور سویا بھی کرو کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ جس شخص نے ہمیشہ روزہ رکھا (جسے صوم الدھر کہتے ہیں) اُس نے (گویا) روزہ نہیں رکھا۔ البتہ ہر مہینے میں تین دن کے روزے ہمیشہ کے روزے کے برابر ہیں لہٰذا ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو اور اِسی طرح ہر مہینہ میں قرآن پڑھا کرو (یعنی ایک مہینہ میں ایک قرآن ختم کرلیا کرو) میں نے عرض کیا کہ میں اِس سے زیادہ کی ہمت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا (تو پھر) بہترین روزہ جو جناب داؤد کا روزہ ہے وہ رکھ لیا کرو (جس کا طریقہ یہ ہے کہ) ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن روزہ کا ناغہ کرو اور سات راتوں میں ایک قرآن ختم کیا کرو اور اِس میں اضافہ نہ کرو۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَاذَرٍّ اِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّھْرِ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ فَصُمْ ثَلٰثَ عَشَرَۃَ وَاَرْبَعَ عَشَرَۃَ وَخَمْسَ عَشَرَۃَ .

(ترمذی، نسائی بحوالہ مشکوۃ ص ۱۸۰)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا : ابوذر اگر تم مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا چاہو تو (چاند کی) تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھا کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَقَلَّمَا كَانَ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

(ترمذی، نسائی بحوالہ مشکوۃ ص ۱۸۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ کبھی کبھی مہینہ کے شروع کے تین دنوں میں بھی روزہ رکھ لیا کرتے تھے اور ایسا کم ہی ہوتا تھا کہ آپ ﷺ جمعہ کے دن روزہ نہ رکھتے ہوں۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنِىْ اَنْ اَصُوْمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ اَوَّلُهَا الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسُ.

(ابوداؤد، نسائی بحوالہ مشکوۃ ص ۱۸۰)

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ مجھے حکم دیا کرتے تھے کہ میں ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھا کروں اور اُن کی ابتدا پیر یا جمعرات سے کیا کروں۔

ف : مندرجہ بالا احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہورہا ہے کہ ہر مہینہ تین نفلی روزے رکھنے چاہئیں جنابِ رسول اللہ ﷺ خود بھی ہر مہینے تین روزے رکھتے تھے اور صحابۂ کرام ؓ کو بھی رکھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ اِنہی احادیثِ مبارکہ سے یہ بات بھی ثابت ہورہی ہے کہ یہ روزے مہینہ کے کسی بھی تین دن میں رکھے جاسکتے ہیں چاہے مہینے کے شروع میں رکھ لیں چاہے درمیان میں رکھ لیں چاہے اُخیر میں رکھ لیں، اور ایسی صورت میں اگر روزوں کی اِبتداء پیر یا جمعرات سے کرلیں تو اچھا ہے۔ تاہم چونکہ جنابِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو چاند کی تیرہ چودہ پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا (جنہیں ایامِ بیض کہتے ہیں) اور آپ کا اپنا معمول بھی اکثر اِنہی ایام میں روزہ رکھنے کا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ سفر و حضر میں کبھی بھی ایامِ بیض کے روزوں کا ناغہ نہیں فرماتے تھے۔ ۔ اِس لیے اگر اِن ایام میں روزہ رکھنے کا معمول بنالیا جائے تو بہت ہی بہتر ہے۔

وفیات

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

☆ ۱۵ر ستمبر کو وفاق المدارس کے نائب صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا حسن جان صاحب رحمہ اللہ کو پشاور میں نامعلوم حملہ آوروں نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. حضرت مولاناؒ اپنی شخصیت اور عمل کی وجہ سے ہر دل عزیز تھے ہمہ وقت علمی خدمات سرانجام دیتے تھے اِس طرح کی غیر متنازع شخصیت کو اِس بے دردی سے قتل کرنے کی کوئی معقول توجیہ نہیں کی جا سکتی۔ حکومتِ وقت کا فرض بنتا ہے کہ مولاناؒ کے قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کر کے عبرتناک سزا دے بصورتِ دیگر عوام حکومت کو اِس قتل کا ذمّہ دار قرار دینے میں حق بجانب سمجھے جائیں گے۔ دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولاناؒ کی دینی خدمات کو قبول فرما کر آخرت کے بلند ترین درجات عطاء فرمائے اور اُن کے جاری کیے ہوئے دین کے کام کو اُن کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے، آمین۔

☆ ۱۵ر شعبان کو ناڑی ضلع سرگودھا میں مولانا شیر محمد صاحب طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔

☆ جامعہ مدنیہ کے فاضل اور مدرس مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب کی والدہ طویل علالت کے بعد مؤرخہ ۵ر ستمبر کو وفات پا گئیں۔

☆ ماسٹر ظفر صاحب کے والد صاحب مؤرخہ ۱۰ر ستمبر کو وفات پا گئے۔

☆ ۱۱ر رمضان المبارک کو جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا امجد الیاس صاحب کے والد صاحب اچانک وفات پا گئے۔

☆ بھائی خلیل صاحب کی ہمشیرہ وسطِ رمضان میں طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطاء فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب کرایا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قسط : ۱۰

یہودی خباثتیں

﴿ تحریر : فلسطینی مفکر عبداللہ التل ، ترجمہ و تلخیص : مولانا سیّد سلمان حسینی ندوی ﴾

ماسونیت : (FREEMASONRY)

ماسونیت ایک قدیم خفیہ یہودی تحریک ہے جس کی تاریخ یہودیوں کی اِبتدائی تاریخ کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔ بعض یہودیوں کا کہنا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جزیرہ نمائے سینا میں پہلی ''ماسونی محفل'' کا آغاز کیا تھا اور حضرت سلیمانؑ محفل ماسونی کے اُستاذ عظیم تھے۔ ماسونیت بہت سے مرحلوں سے گزری ہے لیکن ہمیں اٹھارویں، اُنیسویں اور بیسویں صدی میں ماسونیت کے کردار کو سمجھنا ہے جس نے یہودیوں کے لیے یورپین اور امریکن حکومتوں پر اپنا اثر ونفوذ قائم کرنے کی راہ ہموار کی۔

۱۷۱۷ء میں یہودیوں نے ماسونی تعلیمات اور اُس کے رموز و اِشارات پر نظر ثانی کی اور برطانیہ اور امریکہ کے پروٹسنٹ ماحول سے مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اِسی سال اُنہوں نے برطانیہ کی ''محفل اعظم'' قائم کی اور اپنا تعارف ''آزاد معماروں'' کے نام سے کرایا حالانکہ وہ ''خفیہ طاقت'' کے عنوان سے معروف تھے۔ اُنہوں نے ماسونیت کے مقاصد اِس طرح متعین کیے ہیں :

''آزادی، بھائی چارہ، برابری''

یہ مقاصد صرف فریب ہیں کیونکہ اصلاً ماسونیت کا مقصد عالمی یہودیت کی خدمت اور دُنیا پر اِس کا اِقتدار قائم کرنا ہے۔ لیکن جلد ہی برطانیہ کی ماسونی محفل نے اپنے مندرجہ ذیل مقاصد کا اعلان کیا۔

(۱) یہودیت کی حفاظت۔

(۲) عام مذاہب اور بالخصوص کیتھولکس کی مخالفت۔

(۳) اِلحاد اور اباحیت کو دُنیا کی قوموں میں پھیلانے کی کوشش۔ [۱]

برطانیہ سے ماسونی محافل کا سلسلہ کچھ اِس طرح دراز ہوتا گیا۔

---

[۱] دیکھئے ''الماسونیة منشئة ملك اسرائیل'' ماسونیت اسرائیلی بادشاہت کی مؤسس الماسونیۃ از محمد علی الزغبی

پہلی ماسونی محفل	پیرس میں	۱۷۳۲ء میں قائم ہوئی
پہلی ماسونی محفل	جبل طارق میں	۱۷۷۸ء میں قائم ہوئی
پہلی ماسونی محفل	جرمنی میں	۱۷۳۳ء میں قائم ہوئی
پہلی ماسونی محفل	پرتگال میں	۱۷۳۵ء میں قائم ہوئی
پہلی ماسونی محفل	ہالینڈ میں	۱۷۴۵ء میں قائم ہوئی
پہلی ماسونی محفل	سوئیزرلینڈ میں	۱۷۴۰ء میں قائم ہوئی
پہلی ماسونی محفل	ڈنمارک میں	۱۷۴۵ء میں قائم ہوئی
پہلی ماسونی محفل	اِٹلی میں	۱۷۶۳ء میں قائم ہوئی
پہلی ماسونی محفل	بلجیکا میں	۱۷۶۵ء میں قائم ہوئی
پہلی ماسونی محفل	رُوس میں	۱۷۷۱ء میں قائم ہوئی
پہلی ماسونی محفل	سویڈن میں	۱۷۷۳ء میں قائم ہوئی
پہلی ماسونی محفل	انڈیا میں	۱۷۵۲ء میں قائم ہوئی

۱۷۳۳ء میں امریکا میں سرکاری ماسونی محفلوں کا قیام ہونا شروع ہوا۔ پہلے نیویارک میں پھر بوسٹن اور پھر دیگر اہم شہروں میں محفلیں قائم ہوئیں۔ ۱۹۰۷ء تک امریکا میں بڑی محفلیں پچاس سے زیادہ قائم ہو چکی تھیں جن کے ماتحت ملک بھر میں ہزاروں محفلیں تھیں اور جن سے ایک ملین سے زیادہ امریکی اَفراد وابستہ تھے۔ (دیکھئے برٹش انسائیکلوپیڈیا)۔ برطانیہ کی محفل اعظم کے توسط سے کنیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، مصر اور مشرقِ اَوسط میں محفلیں قائم ہوئیں جن کا قبلہ برطانیہ کی محفلِ اعظم قرار پائی۔

ماسونیت کے تین مرحلے :

(۱) اِبتدائی رمزی۔ (۲) درمیانی ملوکی۔ (۳) عالمی جو منتخب بزرگانِ اسرائیل پر مشتمل ہے۔

مبتدی، ماسونی ممبر بننے کے لیے یہ قسم کھاتا ہے :

''میں کائناتِ اعظم کا نقشہ بنانے والے کی قسم کھاتا ہوں کہ میں انجمن کے عہد کے خلاف

نہیں کروں گا اور اِس کے راز افشاء نہیں کروں گا نہ اِشارہ سے گفتگو سے اور نہ حرکات و سکنات سے نہ میں اُسے لکھوں گا نہ اُسے چھاپ کر نہ کھود کر یا تصویر کے ذریعہ پھیلاؤں گا۔ میں اِس پر راضی ہوں کہ اگر میں قسم کے خلاف کروں تو میرے دونوں ہونٹ جلتے ہوئے لوہے سے جلا دیئے جائیں اور میرے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے جائیں اور میری گردن کاٹ دی جائے اور ماسونی محفل میں میرے جسم کو لٹکا دیا جائے تاکہ دُوسرے ممبر کے لیے عبرت ہو پھر میرا جسم جلا کر اُس کی راکھ ہوا میں اُڑادی جائے تاکہ میرے گناہ کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔'' [1]

ماسونی شخص جب ماسونی مقامات طے کر کے صدورِ محفل کا اعتماد حاصل کر لیتا ہے تب اُس کی شخصیت کو مٹا کر اُس کے خاندان، اُس کی سوسائٹی اور اُس کے ماحول سے اُس کو جدا کر دیا جاتا ہے اور اُس کے تمام سابق روابط و تعلقات توڑ دیئے جاتے ہیں اور اِس سے یوں قسم لی جاتی ہے :

''میں قسم کھاتا ہوں کہ ہر انسان سے اپنے ہر طرح کے تعلقات منقطع کرتا ہوں جیسے باپ، ماں، بھائی، بہن، شوہر یا بیوی یا اَقارب اور دوست و اَحباب جن کے ساتھ میں نے امانت اور اطاعت کا معاہدہ کر رکھا تھا یا شکر گزاری اور خدمت کا۔'' [2]

ماسونیت کے بارے میں بعض یورپین اہل الرائے کی آراء ذیل میں درج کی جاتی ہیں :

مسٹر ''سانڈرسن'' اپنی کتاب (That Which Was Lost) (شائع شدہ برطانیہ ۱۹۲۳ء) میں لکھتا ہے یہ اِس آخری مرحلہ کی بات ہے جب ماسونی تحریک اپنے نئے لباس میں سامنے آئی۔

''یہ بہت آسان ہے لیکن خلافِ انصاف ہے کہ ہم اِن بانیوں پر تنقید کریں جنہوں نے یہودی روایات کا تعارف کرایا اُنہوں نے ایک طویل کوشش عہد جدید (انجیل) میں تحریف کی تاکہ وہ عیسائیوں اور یہودیوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کر سکیں۔''

خفیہ سوسائٹی Haut Vente Romaine کے یہودی صدر Piccolo Tigar نے ۱۸ر جنوری ۱۸۲۲ء میں کہا تھا :

---

[1] الماسونیۃ از محمد علی الزغبی مکتبۃ العرفان بیروت ۱۹۵۶ء [2] الماسونیۃ از محمد علی الزغبی مکتبۃ العرفان بیروت ۱۹۵۶ء

''ہاٹ ونٹ'' سوسائٹی کسی بھی ممکن ذریعہ سے اِس کی کوشاں ہے کہ زیادہ سے زیادہ حکام ماسونی تحریک سے وابستہ ہوجائیں۔شاہی خاندان کا خون رکھنے والے حکام و باشندگان شہرت کے بہت خواہاں ہوتے ہیں لہٰذا اُنہیں یورپین ماسونی تحریک کے لیے تیار کرو۔ ہاٹ ونٹ سوسائٹی اپنے تئیں اِس ترقی کے لیے بھرپور فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے گی۔ ابھی اِنہیں چاہیے کہ ایسے شہزادگان پر توجہ مرکوز کریں جو ذہنی طور پر متاثر ہیں۔سازشی، فریبی اور بے کار ہیں یہ بے چارے نواب و شہزادگان ہمارے کاز کے لیے مفید ہوں گے حالانکہ وہ سمجھیں گے کہ وہ اپنے کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔یہ ایک بڑی چال ہوگی اور ہمیں ایسے بہت سے لوگ مل جائیں گے جو اِن سازشوں میں داخل ہونا چاہیں گے اور سمجھیں گے کہ کھیل اُنہوں نے جیتا۔''

۱۸۶۱ء میں ایک یہودی تعارفی پمفلٹ Laverite Isrelite میں کہا گیا تھا :

''یورپین ماسونی تحریک کی رُوح یہودیت کے بنیادی عقائد کی رُوح ہے۔اُس کی زبان، مثالیں، اِصطلاحات وہی ہیں بلکہ تنظیم بھی وہی ہے اور جو اُمیدیں ماسونی تحریک کے لیے روشنی فراہم کرتی ہیں اور اُس کے لیے مددگار ہیں وہی اُمیدیں اسرائیل کے لیے بھی روشنی کی کرنیں ہیں اور اُس کو قوت بہم پہنچاتی ہیں اور اُس کی تاجپوشی ایسی شاندار عبادت گاہ سے ہوگی جو یروشلم کے علامتی فاتحانہ مرکز میں ہوگی۔''

۱۸۶۶ء میں حاخام ڈاکٹر اسحاق وایز (Isaac Wise) نے میگزین Israelite OF America اشاعت ۳/اگست میں لکھا تھا :

''ماسونی تحریک ایک یہودی اِدارہ ہے جس کی تاریخ اُس کے مراتب اور گریڈز، تعلیمات اور خفیہ کلمات (Code Words) شروع سے اَخیر تک یہودی ہیں۔''

۱۹۰۱ء میں یہودی تعارفی کتابچہ European Freemason میں جو نیویارک میں شائع ہوا تھا کہا گیا تھا :

یورپین ماسونی تحریک ایک ایسی عمارت تعمیر کرے گی جس میں اسرائیل کا خدا ہمیشہ رہے گا۔

۱۹۲۸ء کی بات ہے کہ یہودی میگزین Le Symbolisme شمارہ جولائی میں یہ تحریر کیا گیا :

''یورپین ماسونی شخص کی سب سے اہم ذمّہ داری یہ ہے کہ وہ یہودی نسل کی عظمت کا قائل ہو جس نے عقل و دانش کے خدائی معیار کو قائم رکھا ہے۔

فلاڈلفیا سے ۱۹۰۶ء میں شائع ہونے والے فری میسن انسائیکلو پیڈیا میں لکھا گیا :

''لازم ہے کہ ہر محفل (ماسونیت کا مرکز) یہودی ہیکل کا رمز ہو اور حقیقتًا ایسا ہی ہے اور ہر اُستاد اپنی کرسی پر یہودی بادشاہ کا نمائندہ ہو اور ہر فری میسن (ماسونی) یہودی وَرکر کی تصویر ہو۔''

یہودی انسائیکلو پیڈیا اشاعت ۱۹۰۳ء جلد پنجم صفحہ ۵۰۳ پر لکھا گیا ہے :

''فنی زبان، اشارات، روایات و رُسومات جن پر یورپین ماسونیت عمل پیرا ہے، یہودی مثالوں اور اِصطلاحات سے بھرے ہوئے ہیں۔ اسکاٹ لینڈ میں تمام سرکاری خطوط و دستاویزات پر جو تاریخیں درج کی جاتی ہیں وہ یہودی تقویم اور صیہون کے مطابق درج کی جارہی ہیں اور حروف تہجی بھی عبرانی استعمال کیے جارہے ہیں۔''

ماسونیت کی خفیہ تعلیمات جنسی عمل کو مقدس قرار دیتی ہیں اور اباحیت کو پھیلانے کی مکمل آزادی فراہم کرتی ہے۔

''ہماری تمنا ہے کہ ایک ایسی سوسائٹی وجود میں لائی جائے جس میں جنسی عمل کی بالکل آزادی ہو۔ ہم ایسے لوگ پیدا کرنا چاہتے ہیں جو اپنے اَعضاء تناسلی کے بارے میں نہ شرمائیں۔ آج جبکہ عیسائی تمدن غالب ہے ہمیں بہت سی دُشواریاں ہیں لیکن آغاز عملاً ہو گیا ہے جو کتنا ہی محدود کیوں نہ ہو۔ کامیاب تجربہ ہے وسیع پیمانہ پر ہماری کامیابی یقینی ہے اگر ہم نوجوانوں کو کچی عمر سے اِن جدید خیالات اور فیشن کی غذا فراہم کریں۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ یہ سمجھیں کہ پیدائش کے وقت سے ہی اَعضاء تناسل کو تقدس حاصل ہے۔''

اِس طرح خود یہودیوں کے اِعترافات اور اِقرار سے یہ بات واضح ہے کہ ماسونی تحریک شر پسندانہ ذہن کا نتیجہ اور یہودیوں کے تباہ کن اور خبیث مقاصد کے لیے وجود میں لائی گئی ہے جس کا ایک اہم نشانہ

قائدین وزعماء، حکام وزُ ء ساء رہے ہیں جن کی کردار کشی کی مہم چلائی گئی اور تخریبی مقاصد کے لیے اُن کا استعمال کیا گیا۔ اُن کو فری میسن تحریک سے وابستہ کیا گیا اور خود اُن کی رعایا اور قوموں کے مفادات سے اُنہیں دُور رکھا گیا۔ عام طور سے ماسونیت کے مقاصد نگاہوں سے اوجھل رہے ہیں اور اسے ایک انسانی خدمت والی ترقی یافتہ بین الاقوامی تنظیم سمجھا گیا۔ دُنیا کے اکثر زعماء و قائدین اور مفکرین اِس سے کسی نہ کسی حیثیت سے متاثر رہے۔ خاص طور سے یورپ کو اِس کے شکنجہ میں بری طرح کسا گیا۔ یورپ کے شاہی خاندانوں میں اَٹھارویں، اُنیسویں اور بیسویں صدی میں اِس تحریک کو زبردست اثر و نفوذ حاصل ہوا۔ شاہ ایڈورڈ (اوّل) کو چھوڑ کر برطانیہ کے تمام بادشاہ اور تاریخ کی اہم شخصیات ماسونی تحریک کی اَندھی مقلد تھیں۔

بہت سے عرب حکمراں اور رُؤساء بھی ماسونی تحریک کی زَد میں بہتے رہے۔ اُن میں سے بعض ناواقفیت کی وجہ سے شکار ہوئے اور بعض ذاتی اَغراض و مفادات کے پیچھے ماسونیوں کے شریکِ کار ہیں۔

ماسونی تحریک کی خطرناکیوں اور تخریبی سازشوں اور مفسدانہ کارروائیوں کے بارے میں بہت کچھ شائع ہو چکنے کے بعد بھی بعض عرب حکومتیں ماسونی مراکز کے قیام کی اجازت دیتی ہیں۔ عالمِ عربی میں ''ماسونی محفلوں'' سے تعلق رکھنے والے اور ذمہ دار جن کو وہاں اُن کی اِصطلاحات کے مطابق ''اُستاذِ اعظم'' اور ''سکریٹری اعظم''، اور ''قطبِ اعظم'' کے بے معنٰی اور کھوکھلے خطابات سے نوازا جاتا ہے۔ اپنے تعلق کے سلسلہ میں دور از کار تاویلات کرتے ہیں اور یہ باوَر کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے یہ ''کلب'' اور ''لاج'' یا ماسونی محفل خالص عربی ہیں اُن کا یہودیت یا صہیونیت سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ اگر وہ واقعتاً ایسا سمجھ رہے ہیں تو اُن کی بھول کی کوئی اِنتہا نہیں ہے۔ اُن کو چاہیے کہ اُس خبیث جرثومہ کو اپنے ملک سے کھرچ کر نکال دیں ورنہ نتائج ظاہر ہیں اور بے اِنتہاء تباہ کن۔

بینائی برت (عہد و میثاق کی اَولاد) سوسائٹی :

(فرزندان عہد و میثاق) B'nai Brith نامی سوسائٹی کو ایک جرمن یہودی نے ۱۲/۱۰/۱۸۴۳ء میں قائم کیا تھا وہ ہیمبرگ سے نقل مکانی کر کے امریکا چلا گیا تھا۔ یہ سوسائٹی انٹرنیشنل فری میسنیری کی ایک شاخ ہے لیکن اُس کے ممبران صرف یہودی ہوتے ہیں۔ اُس کے صدر ہنری جونز نے نیویارک شہر کو ہیڈکوارٹر بنایا ہے۔ نیویارک سے اُس کی شاخیں ماسونی لاج کی شکل میں مختلف ممالک میں

پھیلتی چلی گئیں۔ یہ اپنے مقصد کا اظہار اِس طرح کرتے ہیں کہ وہ خالص اِنسانی خدمت چاہتے ہیں۔ مظلوم یہودیوں کی اِمداد اُن کا بنیادی مقصد ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ عالمی ماسونی تحریک کے لیے اِس کو اصل محرک کی حیثیت حاصل ہے۔ اِس ماسونی لاج کی شاخیں امریکا کے طول وعرض کے علاوہ برطانیہ، فرانس، جرمنی، آسٹریلیا، افریقی و ایشیائی ممالک میں بڑی تعداد میں قائم ہیں۔ مصر بھی اِن سے محفوظ نہ رہ سکا۔ وہاں بھی اِن کے دو لاج ہیں ایک کا نام ہے'' ماگین ڈیوڈ لاج نمبر ۱۴۳۶'' اِس کا دستور عربی زبان میں دستیاب ہے۔ دُوسرا'' لاج میونیٹ نمبر ۳۶۵'' کے نام سے ہے۔ اُس کی سب سے زیادہ خطرناک شاخیں امریکا اور برطانیہ میں ہیں جنہوں نے وہاں کی سیاسی، تمدنی، معاشرتی اور معاشی زندگی کو زبردست طریقے پر متاثر کیا ہے۔ یہ شاخیں ہر اُس شخص کا پیچھا کرتی ہیں جو یہودیوں کے مخالفت کرتا ہے یا اُن کے منصوبوں اور سازشوں کو بے نقاب کرتا ہے اُن کے کارندے اُن کی جان کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور زندگی اَجیرن کر دیتے ہیں۔ برطانیہ، امریکا اور یورپین ممالک کے عوام اُن کے گروی رَکھ دیے گئے ہیں۔

اِن ماسونی محفلوں کا معاملہ اَب وہاں پوشیدہ بھی نہیں رہ سکا ہے۔ حقیقت آشکارا ہو چکی ہے اور اہلِ علم کو معلوم ہے کہ اُنیسویں اور بیسویں صدی کے مہلک اِنقلابات اور فسادات میں اُن کا ہاتھ رہا ہے۔ یہ بات کُھل چکی ہے کہ فرانسیسی اِنقلاب کے پیچھے یہ کار فرما تھے۔ ۲۳/ اگست ۱۷۸۹ء میں جب فرانس کا نیا دستور وضع کیا گیا تو دستور ساز اسمبلی میں ۳۰۰ ماسونی موجود تھے جن میں بڑی تعداد میں اسی'' بنائی برت'' نامی یہودی تنظیم سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے اِسی طرح سوئزرلینڈ کے شہر بال میں یہودیوں کی جو کانفرنس ۱۸۹۷ء میں ہوئی تھی اُس میں'' بنائی برت'' سوسائٹی کے امریکی نمائندہ وفد کے سربراہ نے کہا تھا :

> '' ہماری ذمّہ داری ہے کہ ہم ورکروں میں اِنقلاب کی رُوح پھیلائیں۔ یہی لوگ ہوں گے جن کو ہم دُشمن سے مقابلہ کے لیے اَگلی صفوں میں رکھیں گے اور کیوں کہ اُن کی خواہشات کی تسلی نہیں ہوگی اِس لیے ہمیں عیسائی تہذیب کو تباہ کرنے اور اَنارکی پھیلانے کے لیے اُن کی بے اطمینانی کی ضرورت ہوگی۔ یہ طے شدہ بات ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ خود عیسائی یہودیوں سے مطالبہ کریں گے کہ وہ نظم وضبط سنبھال لیں۔ ''

یہی وہ سوسائٹی ہے جس نے پہلی عالمی جنگ کی آگ لگانے میں ماسونیت اور صہیونیت اور

روٹشیلڈ خاندان کے دولت مندوں کے ساتھ اپنا کردار اَدا کیا اور پھر جب ۱۹۳۳ء میں ہٹلر کے ہاتھ میں باگ ڈور آئی تو اِسی سوسائٹی کے اَرکان نے ہٹلر کے خلاف جنگ کا بگل بجایا اور دُوسری عالمی جنگ میں دُنیا کو جھونک دیا جس میں پوری دُنیا نے نقصان اُٹھایا اور یہودیوں نے صرف فائدہ اُٹھایا۔

جہاں تک ہمارے وطن فلسطین کا تعلق ہے تو یہی سوسائٹی ہے جو وہاں ۱۸۶۵ء سے شر و فساد کے بیج بوتی رہی ۱۸۸۸ء میں اِسی نے فلسطین میں سب سے پہلا ماسونی لاج قائم کیا پھر فلسطین میں بعض چھوٹی کالونیاں بسائیں جو یہودیوں کے قومی وطن کی بنیاد بن گئیں۔ فلسطین میں اِس سوسائٹی سے تعلق رکھنے والی نمایاں شخصیات میں ''ناحوم سوکالاف'' ''ڈزن کوٹ'' ''ہاییم نخمان'' ''ڈیوڈ ییلین'' ''مائر برلین'' ''حائیم وایزمین'' ''گاڈ فرامکین'' ہیں۔ یہ سوسائٹی ایک زبردست اور سرکش عالمی یہودی طاقت کا مرکز ہے جو برطانیہ، امریکا اور یورپ کی حکومتوں کی تقدیر کی مالک ہے۔ یہ جاننا کافی ہوگا کہ اِس سوسائٹی کا صدر ''فلپ کلوزنگ'' Phillip Klulznisk امریکی صدر آیزن ہاور کے زمانے میں اَقوامِ متحدہ میں امریکی وفد کا صدر تھا۔ امریکا کے صدور کوئی موقع یہودی تقریبات کا اِس سوسائٹی ''بنائی برت'' کے کارناموں کے تذکرہ اور تعریف کے بغیر گزرنے نہیں دیتے۔

ہم اِس تقریر کو بھی نہیں بھول سکتے جو ''مسٹر ڈالس'' نے اُس جلسہ میں کی تھی جس کا اِنعقاد ۸ رمئی ۱۹۵۶ء میں سوسائٹی کے گریٹ لاج نے کرایا تھا، اُس نے کہا تھا :

> ''مغربی تمدن اپنی بنیاد و اَساس میں انسان کے رُوحانی مزاج کے یہودی عقیدہ پر قائم ہے اِس لیے مغربی ممالک پر لازم ہے کہ وہ پورے عزم و حزم کے ساتھ اِس تمدن کے دفاع کے لیے کوشش کریں جس کا قلعہ اسرائیل ہے۔''

یہ ہے خطرناک سازش جس نے ڈالس اور دیگر مغربی قائدین کو اِس حد تک اَندھا کر دیا ہے کہ وہ یہودی محرف مذہب کو مغربی تمدن کی بنیاد سمجھ رہے ہیں جو فی الحقیقت مشرق و مغرب کے لیے ایک مہلک کینسر ہے۔ فریب خوردہ پروٹسٹنٹ، توراۃ کی خرافات میں کھو کر مسئلۂ فلسطین کو یہودیوں کی عینک سے دیکھتے ہیں اور عالمی سیاست کو ایک آزمائش میں ڈال کر خود اپنے ممالک کے لیے مصیبتیں اور ہلاکتیں خریدتے ہیں۔

کتنے تاریک و بے نور ہیں یہ دل و دماغ !!

(جاری ہے)

دینی مسائل

﴿ بیوی کا مجامعت میں حق ﴾

مسئلہ : نکاح کے بعد ایک مرتبہ مجامعت بیوی کا ایسا حق ہے جس کے لیے وہ قانونی چارہ جوئی بھی کر سکتی ہے۔ اگر نامردی (Impotency) کی بنا پر شوہر ایسا نہ کر سکے تو بیوی نکاح فسخ بھی کرا سکتی ہے۔

مسئلہ : ایک مرتبہ سے زائد میں یہ صورت ہے کہ ہر چار مہینے میں ایک مرتبہ یہ بھی بیوی کا حق ہے جو شوہر کے ذمّہ واجب ہے اور عورت کی رضامندی اور خوشی کے بغیر مجامعت ترک کیے پورے چار مہینے گزار دینا جائز نہیں ہے۔ پھر اِس وجوب میں اختلاف ہے۔ عام قول یہ ہے کہ یہ وجوب اَز رُوئے دیانت ہے یعنی مرد کو یہ حق اَدا نہ کرنے پر گناہ ہوتا ہے اگرچہ بیوی اِس کے لیے قانونی چارہ جوئی نہیں کر سکتی لیکن بعض دُوسرے فقہاء کا کہنا ہے کہ اِس کے لیے بھی عورت عدالت کے ذریعے سے شوہر کو اِس کی اَدائیگی پر مجبور کر سکتی ہے۔ البتہ بیماری یا عارضی نامردی پیش آجائے تو یہ اِس حق کی اَدائیگی میں عذر بن سکتا ہے۔

مسئلہ : بیوی کی رضامندی سے شوہر چار مہینے سے زائد مجامعت کو چھوڑ سکتا ہے لیکن پھر جب بیوی کا مطالبہ ہو تو شوہر کو اُس کا مطالبہ پورا کرنا ہوگا۔

مسئلہ : بیوی سے ایک دن میں اُس کی طاقت سے زائد مقدار میں مجامعت کرنا یعنی جس سے اُس کو ضرر و تکلیف ہو جائز نہیں۔ اگر معاملہ عدالت میں چلا جائے تو عورت اپنے تحمل کے بارے میں بیان دے اور اِس پر قسم بھی کھائے جس پر قاضی و جج شوہر پر اِس مقدار سے زائد پر پابندی لگا دے۔

مسئلہ : لڑکی اگر اَبھی نابالغ ہو اور اُس کا شوہر بالغ ہو چکا ہو تو اگر لڑکی کا جسم اِتنا اچھا ہے کہ وہ مرد کا تحمل کر سکتی ہے تو شوہر اُس کی رُخصتی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اگر لڑکی کا باپ شوہر سے متفق نہ ہو تو قاضی و جج اُس لڑکی کا لیڈی ڈاکٹر وغیرہ سے معائنہ کرا کر فیصلہ دے گا۔

مسئلہ : بالغہ لڑکی بھی اگر ایسے ہلکے اور کمزور جسم والی ہو کہ مرد کا تحمل نہ کر سکتی ہو تو اُس کے باپ کو یہ حکم نہیں دیا جا سکتا کہ وہ لڑکی کو شوہر کے سپرد کر دے۔

نامردی کی بناء پر فسخِ نکاح کی تفصیل :

نامردی اِس کو کہتے ہیں کہ آلہ تناسل ہونے کے باوجود مرد جماع کرنے پر قادر نہ ہو خواہ یہ حالت کسی مرض کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو یا ضعف کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے یا اِس وجہ سے ہو کہ کسی نے اِس پر جادو کر دیا ہو۔ اگر ایسا شخص ہو کہ ایک بیوی سے جماع کرنے پر قادر ہے اور دُوسری پر نہیں تو جس سے جماع پر قدرت نہیں اُس کے حق میں یہ شخص نامرد سمجھا جائے گا۔

نامردی کی زوجہ کو اِن شرائط کے ساتھ اپنے خاوند سے تفریق اور علیحدگی اختیار کرنے کا شرعاً حق ہے :

پہلی شرط : یہ ہے کہ نکاح سے پیشتر عورت کو اِس کے نامرد ہونے کا علم نہ ہو۔ اگر نکاح سے پہلے اِس کا علم تھا اور اِس کے باوجود نکاح کیا تو اَب اِس کو تفریق کا حق نہیں ہوگا۔

دُوسری شرط : یہ ہے کہ شوہر نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی بیوی سے جماع نہ کر سکا ہو۔ اگر ایک مرتبہ جماع کرنے کے بعد نامرد ہوا تو عورت کو تفریق کا حق حاصل نہ ہوگا۔

تیسری شرط : یہ ہے کہ جب سے عورت کو شوہر کے نامرد ہونے کی خبر ہوئی ہے اُس وقت سے عورت نے شوہر کے ساتھ رہنے پر رضامندی کی تصریح نہ کی ہو۔ سکوت کو بھی رضامندی نہ سمجھا جائے گا۔

چوتھی شرط : یہ ہے کہ جس وقت سال بھر کی مدت گزرنے کے بعد قاضی و جج عورت کو اختیار دے تو عورت اُسی مجلس میں علیحدگی کو اختیار کر لے۔ کسی اور بات میں لگ گئی یا وہاں سے اُٹھ گئی تو پھر اختیار نہ رہے گا۔

علیحدگی حاصل کرنے کا طریقہ کار :

عورت اپنا معاملہ کسی مسلمان جج کی عدالت میں پیش کرے۔ جج واقعہ کی تحقیق کرے یعنی پہلے شوہر سے دریافت کر لے اگر وہ خود اِقرار کرے کہ وہ جماع پر قادر نہیں ہوا تو جج اُس کو علاج کی خاطر ایک شمسی سال کی مہلت دیدے۔ اِس سال بھر کے عرصہ میں اگر شوہر علاج کر کے تندرست اور جماع پر قادر ہو گیا اور ایک مرتبہ بھی جماع کر لیا تو عورت کو علیحدگی کا حق نہیں رہا۔ اور اگر اِس عرصہ میں ایک مرتبہ بھی جماع نہ کر سکا تو عورت کے دوبارہ درخواست دینے پر جج تحقیق کرے۔ اگر شوہر اِقرار کر لے کہ وہ قادر نہیں ہوا تو جج عورت کو اختیار دیدے کہ اگر علیحدگی درکار ہو تو طلب کرو۔ عورت اگر اُسی وقت علیحدگی طلب کر لے تو جج دونوں میں تفریق کر دے مثلاً یوں کہہ دے کہ میں نے تجھ کو اِس کے نکاح سے الگ کر دیا۔ یہ تفریق ایک طلاق بائنہ

شمار ہوتی ہے۔

اگر خاوند جماع کا دعوی کرے تو اُس وقت یہ تفصیل ہے :

1- اگر عورت باکرہ ہونے کا دعوی نہ کرتی ہو تو مرد سے اُس کے قول پر قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھالے تو عورت کا دعوی خارج کر دیا جائے گا اور اگر وہ قسم نہ کھائے تو اُس کو ایک سال کی مدت بغرض علاج دی جائے گی۔

2- اور اگر عورت باکرہ ہونے کا دعوی کرتی ہو تو اُس کا معائنہ کرایا جائے گا۔

ا۔ معائنہ پر اُس کا باکرہ ہونا ثابت نہ ہو تو شوہر سے اُس کے قول پر قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھالے تو عورت کا دعوی خارج کر دیا جائے گا اور اگر وہ قسم نہ کھائے تو علاج کے لیے اُس کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

ب۔ معائنہ پر وہ باکرہ ثابت ہو تو شوہر کو ایک سال کی مہلت علاج کے لیے دی جائے گی۔

سال کی مہلت ختم ہونے پر اگر عورت پھر درخواست دے کہ اُس کا شوہر ابھی تک اِس سے جماع نہیں کر سکا لیکن شوہر جماع کا دعوی کرے تو :

ا۔ مہلت دیتے وقت اگر عورت باکرہ تھی تو اَب دوبارہ معائنہ کرایا جائے گا۔ اگر اَب بھی باکرہ ہونا ثابت ہو تو عورت کو تفریق طلب کرنے کا اختیار دیا جائے گا۔

ب۔ مہلت دیتے وقت اگر عورت باکرہ نہ تھی یا اُس وقت تو باکرہ تھی لیکن اَب باکرہ نہ ہو تو شوہر سے اُس کے قول پر حلف لیا جائے گا۔ اگر وہ حلف اُٹھالے تو عورت کا مقدمہ خارج کر دیا جائے گا اور اگر وہ حلف اُٹھانے سے اِنکار کر دے تو عورت کو تفریق طلب کرنے کا اختیار دیا جائے گا۔

مسئلہ : وہ خصی جس کو انتشار نہیں ہوتا اُس کا بھی یہی حکم ہے جو نامرد کا ہے۔

مسئلہ : جس کا عضوِ تناسل کٹا ہوا ہو یا خلقتاً اِتنا چھوٹا ہو کہ نہ ہونے کے برابر ہو اُس کو سال بھر کی مہلت دینے کی ضرورت نہیں بلکہ پہلی ہی درخواست پر تحقیق کر کے عورت کو اختیار دے دیا جائے گا۔

اَخبارالجامعہ

﴿ بقلم محمد اِنعام اللہ، متعلم جامعہ مدنیہ جدید ﴾

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب بھائی عامر حنیف اور دیگر اہل کوہاٹ کی دعوت پر کوہاٹ میں جامعہ حفصہؓ اور نئی تعمیر شدہ مسجد کے افتتاحی پروگرام میں شرکت کی غرض سے ۲۹/ اگست کو صبح 9:00 بجے کوہاٹ روانہ ہوئے۔ راستہ میں رات سخاکوٹ قیام کیا۔ اگلی صبح اسیر مالٹا حضرتِ اقدس مولانا عزیر گل صاحبؒ کے مزار پر تشریف لے گئے، فاتحہ خوانی سے فارغ ہونے کے بعد واپسی میں دارُالعلوم شیرگڑھ کچھ دیر قیام کیا اور حضرت مولانا احمد صاحب دامت برکاتہم عالیہ سے ملاقات کی اور خیریت دریافت کی۔

حضرت مولانا احمد صاحب ''مہتمم صاحب'' کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت کو دیکھ کہ بہت زیادہ خوش ہوئے۔ حضرت سے دُعاء کرانے کی درخواست بھی کی۔ بعد اَزاں حضرت مہتمم صاحب کے صاحبزادہ محترم حضرت کو نئی تعمیر نیوالی مسجد کی طرف لے گئے اور حضرت سے مسجد کی تعمیر نو کے لیے دُعاء کی درخواست کی۔ حضرت نے مختصر دُعاء کی۔ بعد اَزاں کوہاٹ کے لیے روانہ ہوئے۔ سہ پہر 4:00 بجے کوہاٹ پہنچ گئے۔ دوپہر کا کھانا بھائی عامر حنیف کے گھر پر تناول فرمایا۔

اور نمازِ عصر کے بعد حضرت نے جامعہ حفصہؓ کے افتتاحی پروگرام میں مقامی اَحباب اور طالبات سے بیان فرمایا۔ اِس بیان میں حضرت نے مدارسِ دینیہ کی اہمیت اور غرض و غایت پر تفصیلی بیان فرمایا۔

بعد نمازِ مغرب مقامی اَحباب مسئلے مسائل اور اَوراد و وظائف پوچھتے رہے۔ حضرت موقع محل کے تحت جواب دیتے رہے۔ جامعہ مدنیہ جدید کے طلباء اور علماء حضرت سے ملاقات کی غرض سے آئے ہوئے تھے جن میں خالد عثمان کرک سے اور کوہاٹ کے بھائی یوسف جامعہ محمد یہ کے مدرس مولانا اُویس صاحب مولانا طارق صاحب قابل ذکر ہیں۔ اہلِ کوہاٹ نے رات کے کھانے کی دعوت کوہاٹ کی مشہور جھیل کے کنارے تاندہ ریسٹ ہاؤس میں کی تھی۔ رات 10:00 بجے کے قریب ریسٹ ہاؤس پہنچ گئے۔ چونکہ رات کا قیام بھی یہاں پر تھا اِس لیے حضرت کے مرید اور مقامی علماء نے وہیں قیام کیا، جگہ اچھی اور پُرفضاء تھی۔ اگلی صبح

11:00 بجے کے قریب ریسٹ ہاؤس سے واپس شہر کو گئے۔ حضرت نے نئی تعمیر شدہ مسجد ''جامعہ مسجد سفید'' میں پہلے جمعہ کا بیان فرمایا اس بیان میں مسجد کی فضیلت اور اہمیت بیان کی۔ حاجی صابر صاحب کی طرف سے دوپہر کے کھانے کی دعوت پر حضرت اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ بعد نمازِ عصر مولانا طارق صاحب اپنے مدرسے لے گئے وہاں پر مولانا جانان صاحب نے حضرت سے ملاقات کی، بعد میں بھائی طارق نے دُعاء کی درخواست کی۔ حضرت نے جامعہ کی تعمیر و ترقی کے لیے دُعاء کی۔

عصر کے بعد کوہاٹ سے واپس پشاور کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں بھائی ناصر خان صاحب درہ آدم خیل والے حضرت کے انتظار میں پہلے ہی سے سڑک کے کنارے کھڑے تھے۔ مغرب کی نماز بھائی ناصر خان صاحب کے گھر ادا کی۔ درہ میں جامعہ مدنیہ جدید کے طلباء عبد اللہ آفریدی، جہانگر آفریدی و عبدالرؤف آفریدی حضرت کے آنے کی خبر سن کر وہاں پر پہلے سے موجود تھے۔ مختصر سے قیام کے بعد وہاں سے بھائی خالد صاحب کے ہاں پشاور میں اُن کی رہائش گاہ حیات آباد پہنچے۔ رات وہیں قیام کیا۔ اگلی صبح بعد فجر حیات آباد کی مسجد تکبیر کے خطیب حضرت مولانا ذاکر الرحمٰن صاحب کی دعوت پر اُن کے ہاں دورہ تفسیر کرنے والے طلباء سے مختصر خطاب کیا۔ یہاں سے بھائی یوسف صاحب جو کہ کوہاٹ سے پشاور تک رُخصت کرنے کے لیے ہمراہ تھے واپسی کی اجازت لے کر کوہاٹ واپس ہوئے۔

بعد ازاں پشاور سے اَٹک روانہ ہوئے اور جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث مولانا امان اللہ صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بعد اپنے اُستاد حضرت مولانا کریم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ فاتحہ خوانی کے بعد حضرت اپنے دُوسرے اُستاد حضرت مولانا ظہور الحق صاحب مدظلہم العالی کی خدمت میں اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ بعد ازاں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ غورغشتی میں کچھ عرصہ قبل وفات پا گئے تھے اُن کے تعزیت کے لیے اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ گھر پر اُن کے صاحبزادہ عبداللہ صاحب سے اظہارِ تعزیت کی۔

10:00 بجے وہاں سے حضرت کے پرانے دوست بھائی سیف الرحمٰن صاحب جدہ والے کی طرف سے دوپہر کے کھانے کی دعوت پر 2:00 بجے اُن کی رہائش گاہ چکلالہ سکیم پنڈی پہنچے۔ بعد نمازِ عصر لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ رات 2:00 بجے بخیریت گھر واپسی ہوئی، والحمدللہ۔

۶ ستمبر کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب میاں سیف الرحمٰن صاحب کے اصرار پر اُن کی بیٹی کی شادی کی تقریب میں شرکت کی غرض سے اسلام آباد تشریف لے گئے۔ رات 12:00 بجے لاہور بخیریت واپسی ہوئی۔

۹ ستمبر کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب فاضل جامعہ مولانا عبداللہ عادل کی دعوت پر خوشاب تشریف لے گئے۔ راستہ میں سرگودھا میں دوپہر کے کھانے کا انتظام جامعہ مدنیہ جدید کے طالب علم مولانا عدنان صاحب کے قریبی دوست بھائی مدثر صاحب نے سیٹلائٹ ٹاؤن میں کیا۔ 5:00 بجے خوشاب پہنچے۔ بعد عشاء حضرت کا بیان ہوا، بیان میں دُنیاوی تعلیم اور دینی تعلیم میں تقابل پر مفصل بیان فرمایا۔ بیان کے بعد مردوں اور خواتین میں علیحدہ علیحدہ بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اَگلے روز حضرت کے مرید بھائی ایوب نیازی کے ساتھ اُن کی گاڑی میں لاہور واپسی ہوئی۔ اُن کے بھتیجے بھائی شکیل صاحب کی خواہش پر دوپہر کے کھانے کے لیے اُن کے سسرال کے گھر اچھرہ تشریف لے گئے۔ شام 6:00 بجے بخیریت گھر واپسی ہوئی، والحمدللہ۔

۱۱ ستمبر کو الحامد ٹرسٹ کے سلسلے میں الحامد ٹرسٹ کی مجلس عاملہ کا اَبرار سنٹر میں حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کی زیرِ صدارت پہلا باضابطہ اجلاس ہوا۔ ٹرسٹ کے بانی اور صدر حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب، جنرل سیکرٹری مولانا سید مسعود میاں صاحب اور فنانس سیکرٹری ڈاکٹر محمد امجد صاحب ہیں۔ آئندہ کے لائحہ عمل کے سلسلے گفتگو ہوئی اور دُعائے خیر پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

اِسی رات عشاء کے بعد سانده میں مولانا ذکاء الرحمٰن کے مدرسہ حسن میں اِصلاحی بیان ہوا۔

۳ ستمبر مطابق ۲۰ شعبان کو مسجد حامد کے صدر دروازے کے جنوبی ہال کمروں کا لینٹر ڈالا گیا، والحمدللہ۔

۵ ستمبر کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے دورۂ صرف ونحو کے تقریباً 700 طلباء سے اتباع سنت اور ذکر اللہ کے موضوع پر اَلوداعی بیان فرمایا۔

۶ ستمبر کو دورۂ صرف ونحو کا اختتام ہوا۔ والحمدللہ۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں "جامعہ مدنیہ جدید" محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 5330310 - 42 - 092 - 5330311 - 42 - 092

2۔ سیّد محمود میاں "بیت الحمد" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 7726702 - 42 - 092 - 7703662 - 42 - 092

موبائل نمبر 4249301 - 0333

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)